عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۵ | ۱۵ تا ۲۱/ شوال المکرم ۱۴۲۷ھ مطابق ۸ تا ۱۵/ نومبر ۲۰۰۶ء | شمارہ: ۴۲

قیمت: [illegible] روپے

حیات ابوالحسن علی ندوی
ایک نظر میں

غلام احمد قادیانی کا عیاش بیٹا

حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے کارنامے

اسلام اور عورت کی آزادی

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

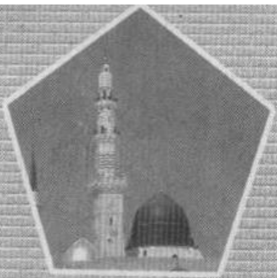

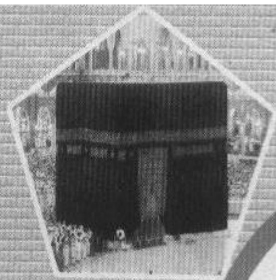

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

قادیانیوں کے ساتھ تعلق رکھنا اور ان کے ساتھ کھانا پینا ناجائز ہے:

س:...... آپ نے ایک سائل کے جواب میں کہا تھا کہ ''مسلمان مرد ضرورت کی حد تک غیر مسلموں سے تعلق رکھ سکتے ہیں اور قادیانیوں کے ساتھ تعلق رکھنا اور ان کے ساتھ کھانا پینا ناجائز ہے'' مجھے قادیانیوں کے بارے میں پتا نہیں ہے' اس لئے میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس فرق میں ایسی کون سی بات ہے' جس کی وجہ سے آپ نے انہیں غیر مسلموں سے زیادہ بُرا قرار دیا ہے؟ کیونکہ میں نے جہاں تک سنا ہے کہ قادیانی کلمہ گو ہوتے ہیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں غیر مسلموں کے ساتھ آپ ﷺ اچھے طریقے سے برتاؤ کرتے تھے' ان کے مسائل حل کرتے تھے' پھر یہ فرق کیسا؟ اسلام واحد مذہب ہے جو رنگ ونسل اور ذات پات کے فرق کو ختم کرتا ہے' خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا اہم واقعہ یہ ہے کہ ایک یہودی عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کچرا پھینکا کرتی تھی' لیکن آپ ﷺ ایک روز اس عورت کے گھر گئے اور اس کی بیمار پُرسی کی' یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر مسلموں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور حُسن سلوک کا مظاہرہ کیا ہے تو آپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ غیر مسلموں سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھا جائے اور نہ بات کی جائے اور نہ کھانا کھایا جائے' اس کی وضاحت کریں۔

ج:...... میری بیٹی! آپ نے بہت اچھا سوال کیا ہے' اور اچھا کیا کہ قادیانیوں کے بارے میں پوچھ لیا۔

میری بیٹی! قادیانی اور دوسرے کافروں میں فرق ہے اور اسی فرق کی بنا پر دوسرے کافروں کے ساتھ میل ملاپ اور ضروری تعلقات کی اجازت ہے اور قادیانیوں کے ساتھ ایسے کسی تعلق کی اجازت نہیں ہے۔

میری بیٹی! قادیانی کلمہ گو نہیں ہیں' بلکہ یہ مرتد و زندیق ہیں' مرتد وہ ہوتا ہے جو اسلام کو ترک کر کے کوئی دوسرا مذہب اختیار کرے اور زندیق وہ ہوتا ہے جو اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کا نام دے' لہٰذا قادیانی لوگ اسلام کے باغی ہیں' اور جس طرح کسی ملک کا باغی کسی اور رعایت کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ جو لوگ ان باغیوں کے ساتھ میل جول رکھیں وہ بھی قابل گرفت ہوتے ہیں' ٹھیک اسی طرح چونکہ قادیانی بھی زندیق و مرتد ہیں تو اسلامی تعلیمات کی رو سے کسی اور رعایت اور میل ملاپ کے مستحق نہیں' چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود و نصاریٰ کے ساتھ تعلق رکھا اور معاہدہ بھی کیا مگر مدعیانِ نبوت اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کے ساتھ نہ صرف تعلقات کو ناجائز قرار دیا' بلکہ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اسود عنسی کا کام تمام کرایا اور مسیلمہ کذاب کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ٹھکانے لگایا۔

اس لئے کہ دوسرے کافر اپنے کفر کا اعتراف کرتے ہیں اور اپنے آپ کو غیر مسلم اور مسلمانوں سے الگ قرار دیتے ہیں' جبکہ قادیانی عقائد پر ملمع سازی کر کے مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں اور ان ہر دو کی مثال ایسے ہے جیسے ایک شخص خنزیر کا گوشت سور کا گوشت کہہ کر بیچتا ہے اور دوسرا خنزیر کے گوشت کو بکری کا گوشت کہہ کر بیچتا ہے تو آپ ہی بتلائیں کہ خنزیر کے گوشت کو بکری کا گوشت کہہ کر بیچنے والا دھوکا باز ہے' اس سے مسلمان متاثر ہوں گے' لہٰذا اگر قادیانی بھی اپنے آپ کو یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح مسلمانوں سے الگ کا سٹ کیا کریں تو مسلمان ان سے تعرض نہیں کریں گے' لیکن جب تک وہ مسلمانوں کو دھوکا دیتے رہیں گے' مسلمان ان کی منافقت کو طشت از بام کرتے رہیں گے۔

بقلم: مولانا سعید احمد جلال پوری

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد:۲۵ شمارہ:۴۲ ۱۵تا۲۱/شوال المکرم ۱۴۲۷ھ مطابق ۸تا۱۵/نومبر ۲۰۰۶ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی
مدیر: مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیرِ شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیبِ پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہدِ اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظرِ اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرتِ اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہدِ ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مبلغِ اسلام حضرت مولانا عبد الرحیم اشعرؒ
شہیدِ ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خان

مجلس ادارت

- مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- علامہ احمد میاں حمادی
- صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
- صاحبزادہ طارق محمود
- مولانا بشیر احمد
- مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
- مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان
قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰امریکی ڈالر
زرتعاون اندرونِ ملک: فی شمارہ: ۷روپے۔ ششماہی: ۱۷۵روپے۔ سالانہ: ۳۵۰روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

اس شمارے میں

کرکٹ ٹیم سے مذہبی شدت پسندی کا خاتمہ	اداریہ	۴
اسلام اور عورت کی آزادی	شگفتہ نعمت	۸
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے کارنامے	حافظ محمد امین	۱۰
حیات ابوالحسن علی ندویؒ ایک نظر میں	محمد عبد اللہ	۱۴
مرزا قادیانی کا عیاش بیٹا	افتخار احمد جرمنی	۱۸
حدود قوانین......ایک علمی وقانونی جائزہ	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	۲۱
داڑھی کا شرعی حکم	مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ	۲۵

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

مولانا سعید احمد جلال پوری

اداریہ

اوراب کرکٹ ٹیم سے

مذہبی شدت پسندی کا خاتمہ!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

اگلے دن روزنامہ جنگ کراچی میں کرکٹ ٹیم کے اندر ڈرامائی انداز کی موجودہ تبدیلیوں اور اکھاڑ پچھاڑ کے پس منظر سے متعلق ایک دو کالمی خبر شائع ہوئی ہے' یہ خبر کہاں تک صحیح ہے؟ اس میں بیان کردہ حقائق میں کتنا صداقت وسچائی ہے؟ اگر بالفرض یہ خبر سچی ہے' تو یہ اہالیانِ پاکستان کے لئے کسی صاعقہ آسمانی سے کم نہیں' اسٹاف رپورٹر کی خبر پڑھئے اور سر دھنیئے!

''حکومت نے کرکٹ سے مذہبی شدت پسندی کو ختم کرنے کا آغاز کردیا''

''چیئرمین نسیم اشرف کو ذمہ داری سونپ دی گئی' امریکا اور مغرب کے دباؤ پر اقدامات''

''کراچی (اسٹاف رپورٹر) معاشرے اور سیاست سے مذہبی شدت پسندی کے خاتمے کی کارروائیوں کے بعد اب حکومت پاکستان نے کرکٹ میں مذہبی شدت گیری کے رجحانات ختم کرنے کا آغاز کردیا ہے۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق پی سی بی کے نئے چیئرمین ڈاکٹر نسیم اشرف کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ قومی کرکٹ ٹیم میں مذہب کے عنصر کی شدت کو کم کریں۔ سابق کرکٹر سعید انور نے جن روایات کو قائم کیا تھا' اس کی تقلید کرتے ہوئے موجودہ پاکستانی ٹیم کے اکثر کھلاڑی اسلامی تعلیمات کا بھرپور مطالعہ کررہے ہیں۔ ان میں اکثریت ممتاز اسلامی اسکالر مولانا طارق جمیل کی تعلیمات سے متاثر ہوکر دین کی طرف راغب ہوئی ہے' لیکن امریکا اور مغربی دنیا کے دباؤ پر اب یہ کوشش کی جارہی ہے کہ کھلاڑی اور ممتاز شخصیات میں مذہب کا عنصر کم ہوسکے اور توجہ کھیل پر مرکوز ہو' یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ کرکٹرز گراؤنڈز میں باقاعدہ نمازیں ادا کرنے کے علاوہ تبلیغی اجتماعات میں بھی شرکت کرتے ہیں۔ کرکٹرز کے علاوہ ممتاز گلوکار جنید جمشید اور ابرارالحق بھی دین میں گہری دلچسپی لے رہے ہیں۔ باخبر ذرائع کے مطابق ڈاکٹر نسیم اشرف جو امریکا میں اعتدال پسندی اور روشن خیالی کے موضوع پر تقریبات کا انعقاد کرتے رہے ہیں' انہیں پی سی بی کا چیئرمین بنا کر یہ ذمے داری دی گئی ہے کہ وہ کرکٹ میں مذہبی انتہا پسندی کو روکیں' تاہم انہوں نے شروع میں ہی محسوس کرلیا ہوگا کہ یہ کام اتنا آسان نہیں ہے۔'' (روزنامہ جنگ کراچی' ۱۰/اکتوبر ۲۰۰۶ء)

گزشتہ چند سالوں سے پاکستان میں مذہبی حلقوں کے خلاف جاری کریک ڈاؤن کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ خبر کچھ غلط بھی نہیں ہے' کیونکہ اسلام مخالف طبقہ' اپنے تئیں ''مذہبی شدت پسندی'' کے ''جن'' کو قابو کرنے کے لئے بہر حال بے چین ہے' چنانچہ کرکٹ ٹیم کے نوجوان کھلاڑیوں کا اپنے چہروں پر سنتِ رسول سجانا' عین میدانِ کرکٹ میں باجماعت نماز ادا کرنا' فارغ اوقات میں فضائلِ اعمال کی تعلیم کرنا اور ایک دوسرے کو دین کی دعوت دینا' علماء سے ربط و تعلق بڑھانا' ان کی ہدایات پر عمل کرنا اور باقاعدہ تبلیغی اجتماعات میں شرکت کرنا' بلاشبہ اسلام دشمن طبقہ کے لئے سوہانِ روح ہے۔

عین ممکن ہے کہ اس طبقہ اور ان کے آقاؤں کو کرکٹ کھلاڑیوں کی پرچھائیوں میں القاعدہ یا اسلامی شدت پسند نظر آتے ہوں! اور وہ کرکٹ کے میدان میں ان کا سامنا کرنے سے گھبراتے ہوں!!

اس لئے اگر حکومت نے ''حکمت عملی'' اور ''سلیقہ مندی'' سے دین دار کرکٹرز اور باکردار کھلاڑیوں کو کرکٹ کے میدان سے ناک آؤٹ کرنے کا پروگرام بنالیا ہو تو کچھ بعید بھی نہیں!

سب سے بڑھ کر اس طبقہ کے لئے ''پریشان کن'' صورت حال یہ ہے کہ شوبز سے تعلق رکھنے والے کئی ایک ممتاز گلوکاروں نے بھی اس ''نفع بخش'' کاروبار اور شہرت ومقبولیت کے اعزاز کو لات مار کر اپنا قبلہ درست کرلیا ہے' چنانچہ اگر اس صورت حال کا بروقت ''تدارک'' نہ کیا جاتا تو ''اندیشہ'' تھا کہ پاکستانی قوم ان کی

راہ پر نہ چل پڑے؟ جس سے بلاشبہ ''روشن خیالی'' ''اعتدال پسندی'' اور ''فکری آزادی'' کے مستقبل کو شدید ''خطرات'' کا امکان تھا' لہٰذا اگر حکومت نے اعلیٰ سطح پر اس کے ''سدِّ باب'' کی کوئی حکمت عملی سوچی ہے تو یقیناً اس نے اپنا ''فرض نبھایا'' ہے۔

دیکھا جائے تو یہ سب کچھ اس ایجنڈے کا حصہ ہے جس پر ہمارے اربابِ اقتدار گزشتہ پانچ سال سے عمل پیرا ہیں' اور اس کی تحصیل کے لئے ہر دین دار کی عزت وآبرو' اور جان ومال سب مباح ہیں' جبکہ ان کھلاڑیوں کے ''مذہبی شدت پسند'' ہونے کے لئے تو صرف یہی کافی ہے کہ وہ چہرہ پر سنّتِ رسول سجاتے ہیں' پانچ وقت باجماعت نماز ادا کرتے ہیں' مسجد کے ساتھ ان کا رابطہ ہے' وہ اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں' وہ یہودیوں' عیسائیوں اور قادیانیوں کے ساتھ شیر وشکر نہیں ہوتے' اور وہ اسلامی اقدار وشعائر کو اپناتے ہیں۔

مذہبی شدت پسندی اور دہشت گردی کے بین الاقوامی معیار کو دیکھا جائے تو بلاشبہ ہماری کرکٹ ٹیم کے نامور کھلاڑی اس پر سو فیصد پورے اترتے ہیں' لہٰذا ''حق'' تو یہ تھا کہ ان کو ''القاعدہ'' کا رکن کہہ کر کیوبا روانہ کردیا جاتا' اور ایسے موجب ''ننگ وعار'' پاکستانیوں سے جان چھڑالی جاتی' تاہم حکومت کی جانب سے ایسے ''باغیوں'' اور ''مجرموں'' کے لئے یہ ''تھوڑی'' سی سزا بھی ان کی اصلاح اور دوسروں کی عبرت کے لئے کافی ہے' اور امید کی جانی چاہئے کہ کرکٹ کے کھلاڑی اس کو کافی جانتے ہوئے اپنے طرزِ عمل پر نظر ثانی کرلیں گے۔

کس قدر حیرت وتعجب کی بات ہے کہ یہی کھلاڑی جب تک راتیں کلبوں میں گزارتے اور رات' رات بھر کی خرمستیوں اور عیاشیوں کی ''برکت'' سے انہیں صبح میدان کرکٹ میں اترنا مشکل تھا' اس وقت تو ان کی اصلاح کی کسی کو فکر نہیں تھی' بلکہ اس سے باز رکھنے کے لئے ان پر رات' رات بھر کا پہرا بھی برداشت تھا' اب جبکہ انہوں نے اس غلاظت کی دلدل سے نکلنے کا فیصلہ کرلیا' شراب وکباب کو چھوڑ کر اپنے دین ومذہب سے لو لگالی ہے' اب وہ قابلِ اصلاح اور لائقِ نفرت کیوں ہوگئے ہیں؟ صرف اس لئے کہ انہوں نے مغرب کی ہمنوائی سے انکار کردیا ہے اور اپنے دین ومذہب سے وابستہ ہوگئے ہیں؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے اور یقیناً اثبات میں ہے تو اس کا یہ معنی نہیں کہ مسلمانوں کی اپنے دین ومذہب سے وابستگی بھی جرم ہے؟ اگر نہیں تو ان بیچاروں کا کیا قصور ہے؟ اور انہیں کس بات کی سزا دی جارہی ہے؟

حکومت کی یہ ''حکمت عملی'' کس قدر کامیاب ہوتی ہے؟ اور وہ اپنے مقاصد میں کہاں تک کامیاب ہوتے ہیں؟ یہ تو وقت بتلائے گا! تاہم ہمارا احساس اور وجدان کہتا ہے کہ اسلام اور اسلامی اقدار کے اپنانے میں جس قدر لذت' چاشنی اور مٹھاس ہے' اس کا تقاضا ہے کہ جو شخص صدق دل سے ایک بار اُسے اپنالیتا ہے' وہ اس کے لئے دنیا جہاں کے مناصب' عہدے' شہرت اور ناموری ہی نہیں' اپنی جان تک کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی نہیں گھبراتا' چنانچہ اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ شاہد ہے کہ انہوں نے اپنے دین ومذہب کی حفاظت وصیانت کے لئے بڑے سے بڑے جبر وتشدد کا سامنا کیا' مگر دین ومذہب پر سودے بازی نہیں کی' اگر خدانخواستہ مسلمان دین ومذہب کو اپنے مفادات کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھاتے تو آج دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کا نام ونشان تک نہ ہوتا!!

چنانچہ اسلامی تاریخ ایسے فرزانوں کی ثابت قدمی اور اولوالعزمی سے اٹی ہوئی ہے' اس کی پوری تفصیلات کی نہ ضرورت ہے اور نہ ہی اس کی گنجائش! تاہم اسلام کی لذت وچاشنی سے سرفراز افراد میں سے چند ایک کا یہاں تذکرہ مناسب' بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔

بلاشبہ ان واقعات سے جہاں ان مخلصین کی دین ومذہب سے وارفتگی وشیفتگی کا اندازہ ہوگا' وہاں ہم جیسے کمزور وکوتاہ ہمت مسلمانوں کے لئے ایمانی حرارت' ہمت' جرأت اور تکالیف وشدائد میں ثابت قدمی کا سبق بھی ہوگا۔

الف:......حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی پتھریلی زمین بطحا پر چل رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ان کے والد اور والدہ رضی اللہ عنہم تینوں کو دھوپ میں ڈال کر سزا دی جارہی تھی تاکہ وہ اسلام سے پھر جائیں۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے والد نے کہا: یارسول اللہ! ساری عمر ایسا ہی ہوتا رہے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے آلِ یاسر! صبر کرو' اے اللہ! آلِ یاسر کی مغفرت فرما اور تو نے ان کی مغفرت ضرور کردی۔

ابن الکلبیؒ کی روایت میں ہے کہ ان تینوں کے ساتھ حضرت عبداللہ بن یاسرؓ تھے اور ملعون ابوجہل نے حضرت سمیہؓ کی شرمگاہ میں نیزہ مارا' جس سے وہ شہید ہوگئیں اور حضرت یاسرؓ بھی ان تکلیفوں میں انتقال فرماگئے اور حضرت عبداللہؓ کو بھی تیر مارا گیا' جس سے وہ گر گئے۔ (حیاۃ الصحابہ' ج:۱' ص:۲۴۰' ۲۴۱' البدایہ' ج:۳' ص:۵۹)

ب:......حضرت شعبیؒ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت خباب بن ارتؓ حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو اپنی خاص مسند

پر بٹھا کر فرمایا: ایک آدمی کے علاوہ روئے زمین کا کوئی آدمی اس مسند پر بیٹھنے کا تم سے زیادہ حق دار نہیں ہے‘ حضرت خبابؓ نے ان سے پوچھا: اے امیر المومنین! وہ ایک آدمی کون ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: وہ حضرت بلالؓ ہیں‘ حضرت خبابؓ نے کہا: نہیں وہ مجھ سے زیادہ حقدار نہیں ہیں .... کیونکہ انہوں نے مجھ سے زیادہ تکلیفیں نہیں اٹھائی ہیں.... کیونکہ مشرکوں میں حضرت بلالؓ کے تعلق والے ایسے لوگ تھے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو بچا لیتے تھے‘ میرا تو ان میں کوئی ایسا نہیں تھا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھے بچاتے‘ میں نے اپنا یہ حال دیکھا ہے کہ ایک دن مشرکوں نے مجھے پکڑا اور آگ جلا کر مجھے اس میں ڈال دیا‘ پھر ایک آدمی نے اپنا پاؤں میرے سینے پر رکھا اور میں اس زمین سے صرف اپنی کمر کے ذریعہ ہی خود کو بچا سکا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت خبابؓ نے اپنی کمر کھول کر دکھائی جس پر برص کے داغ جیسے نشان پڑے ہوئے تھے۔

حضرت شعبیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت بلالؓ سے ان تکلیفوں کے بارے میں پوچھا‘ جو ان کو مشرکوں کی طرف سے اٹھانی پڑیں۔ حضرت خبابؓ نے کہا: اے امیر المومنین! آپ میری پشت کو دیکھیں.... اسے دیکھ کر.... حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں نے ایسی کمر تو کبھی نہیں دیکھی۔ حضرت خبابؓ نے بتایا کہ مشرکوں نے میرے لئے آگ جلائی.... اور مجھے اس میں ڈالا.... اور اس آگ کو میری کمر کی چربی نے ہی بجھایا۔ (حیاۃ الصحابہ‘ ج:۱‘ ص:۴۴۲‘ ۴۴۳‘ ابونعیم فی الحلیہ‘ ج:۱‘ ص:۱۴۴)

ج:...... ابن اسحٰق سے روایت ہے کہ جب دوپہر کو تیز گرمی ہو جاتی تو امیہ حضرت بلالؓ کو لے کر باہر نکلتا اور مکہ کی پتھریلی زمین پر ان کو کمر کے بل لٹا دیتا‘ پھر وہ کہتا کہ ایک بڑا پتھر ان کے سینے پر رکھ دیا جائے‘ چنانچہ ایک بڑا پتھر ان کے سینے پر رکھ دیا جاتا‘ پھر حضرت بلالؓ سے کہتا: تم ایسے ہی.... ان تکلیفوں میں مبتلا.... رہو گے‘ یہاں تک کہ یا تو تم مر جاؤ یا محمد.... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.... کا انکار کر کے لات اور عزیٰ کی عبادت شروع کر دو‘ لیکن حضرت بلالؓ ان تمام تکلیفوں کے باوجود احد احد کہتے رہتے کہ معبود تو ایک ہی ہے۔ (حیاۃ الصحابہ‘ ج:۱‘ ص:۴۳۸‘ ۴۳۹)

د:...... حضرت ابورافعؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ملک روم کی طرف ایک لشکر بھیجا‘ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے عبداللہ بن حذافہؓ نامی ایک صحابی بھی تھے‘ ان کو رومیوں نے گرفتار کر لیا اور پھر ان کو اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے ...... جس کا لقب طاغیہ تھا...... اور اسے بتایا کہ یہ محمد... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم... کے صحابہؓ میں سے ہیں‘ تو طاغیہ نے حضرت عبداللہ بن حذافہؓ سے کہا: کیا تم اس کے لئے تیار ہو کہ تم... اسلام چھوڑ کر... نصرانی بن جاؤ‘ اور میں تمہیں اپنے ملک اور سلطنت میں شریک کر لوں؟... یعنی آدھا ملک میں تمہیں دے دوں گا... حضرت عبداللہؓ نے فرمایا: اگر تم مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو پلک جھپکنے جتنی دیر کے لئے چھوڑنے پر اپنا سارا ملک بھی دیدو اور عربوں کا ملک بھی دیدو تو میں پھر بھی تیار نہیں ہوں‘ اس پر طاغیہ نے کہا: پھر تو میں تمہیں قتل کر دوں گا‘ انہوں نے کہا: تم جو چاہے کرو‘ چنانچہ اس کے حکم دینے پر ان کو سولی پر لٹکا دیا گیا‘ اس نے تیراندازوں سے کہا کہ اس طرح ان پر تیر چلاؤ کہ ان کے ہاتھوں اور پیروں کے پاس سے تیر گزریں... جس سے یہ مرنے نہ پائیں اور خوفزدہ ہو جائیں... چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا‘ اب بادشاہ نے ان پر عیسائیت کو پھر پیش کیا‘ لیکن یہ انکار کرتے رہے‘ پھر اس کے حکم دینے پر ان کو سولی سے اتارا گیا‘ پھر اس بادشاہ نے ایک دیگ منگوائی جس میں پانی ڈال کر اس کے نیچے آگ جلائی اور وہ پانی گرم ہو کر کھولنے لگا... پھر اس نے دو مسلمان قیدی بلوائے‘ اور ان میں سے ایک مسلمان کو... زندہ... اس کھولتی ہوئی دیگ میں ڈال دیا گیا... یہ خوفناک منظر حضرت عبداللہؓ کو دکھا کر... اس بادشاہ نے ان پر پھر نصرانیت کو پیش کیا‘ لیکن انہوں نے پھر انکار کیا‘ اب بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کو زندہ دیگ میں ڈال دیا جائے‘ جب سپاہی ان کو... دیگ کی طرف... لے جانے لگے تو یہ رو پڑے‘ بادشاہ کو بتایا گیا کہ اب تو وہ رو پڑے ہیں‘ تو وہ سمجھا کہ اب یہ... موت سے... گھبرا گئے ہیں‘ چنانچہ اس نے کہا: انہیں میرے پاس واپس لاؤ‘ چنانچہ ان کو واپس لایا گیا‘ اب بادشاہ نے پھر ان پر نصرانیت کو پیش کیا‘ انہوں نے پھر انکار کیا‘ اس پر بادشاہ نے کہا کہ: اچھا تم کیوں رو رہے تھے؟ انہوں نے فرمایا: میں اس لئے رویا تھا کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ تجھے اب اس دیگ میں ڈالا جائے گا اور تو ختم ہو جائے گا‘ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرے جسم پر جتنے بال ہیں اتنی میرے پاس جانیں ہوں اور ہر جان کو اللہ کے دین کی وجہ سے اس دیگ میں ڈالا جائے... میں تو اس وجہ سے رو رہا تھا کہ میرے پاس بس ایک ہی جان ہے... اس بادشاہ نے... ان کے اس جواب سے متاثر ہو کر... کہا کیا یہ ہو سکتا ہے کہ تم میرے سر کا بوسہ لے لو اور میں تمہیں چھوڑ دوں؟ حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ میرے ساتھ باقی تمام مسلمان قیدیوں کو بھی چھوڑ دو گے؟ بادشاہ نے کہا: ہاں باقی تمام مسلمان قیدیوں کو بھی چھوڑ دوں گا‘ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا: یہ اللہ کے دشمنوں میں سے ایک دشمن ہے‘ میں اس کے سر کا بوسہ لوں گا‘ یہ مجھے اور تمام مسلمان قیدیوں کو چھوڑ دے گا... اس سے تو سارے مسلمانوں کا فائدہ ہو جائے گا‘ میرا دل تو اس کام کو نہیں چاہ رہا ہے‘ لیکن میں مسلمانوں کے فائدے کے لئے کر لیتا ہوں... چلو اس میں کوئی حرج نہیں ہے‘ چنانچہ بادشاہ کے قریب جا کر انہوں نے اس کے سر کا بوسہ لیا‘ بادشاہ نے سارے قیدی ان کے حوالے کر دیئے‘ یہ ان سب کو لے کر حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عمرؓ

کو سارے حالات بتائے‘ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ: ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ وہ عبداللہ بن حذافہؓ کے سر کا بوسہ لے اور سب سے پہلے میں لیتا ہوں‘ چنانچہ حضرت عمرؓ نے کھڑے ہوکران کے سر کا بوسہ لیا... تاکہ اللہ کے دشمن کو چومنے کی جو ناگواری حضرت عبداللہؓ کے دل میں تھی وہ دور ہوجائے...(حیاۃ الصحابہ‘ص:۴۵۹‘۴۶۱‘ج:۱)

ہ:......حضرت زید بن عاصمؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سفیان بن خالد ملعون کی مکارانہ اور منافقانہ درخواست پر تعلیم و تبلیغ کی غرض سے اس کے ساتھ بھیجا تو اس نے بدعہدی کر کے انہیں قید کرلیا اور حارث بن عامر کی اولاد نے انہیں خرید کر‘ بدر میں قتل ہونے والے اپنے باپ کے بدلہ میں حرم سے باہر لے جا کر ان کو قتل کرنا چاہا اور اس کا تماشا دیکھنے کے واسطے اور بھی بہت سے لوگ جمع ہوگئے‘ جن میں ابوسفیان بھی تھا‘ اس نے حضرت زیدؓ سے شہادت کے وقت پوچھا کہ اے زید! تجھ کو خدا کی قسم! سچ کہنا کیا تجھ کو یہ پسند ہے کہ محمد ... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... کی گردن تیرے بدلہ میں ماردی جائے اور تجھ کو چھوڑ دیا جائے کہ اپنے اہل وعیال میں خوش خرم رہے؟ حضرت زیدؓ نے فرمایا کہ: خدا کی قسم! مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں ہیں وہیں ان کے ایک کانٹا بھی چبھے اور ہم اپنے گھر آرام سے رہیں‘ یہ جواب سن کر قریش حیران رہ گئے‘ ابوسفیان نے کہا کہ محمد... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم... کے ساتھیوں کو جتنی ان سے محبت دیکھی اس کی نظیر کہیں نہیں دیکھی‘ اس کے بعد حضرت زیدؓ شہید کردیئے گئے۔(حکایاتِ صحابہ مندرجہ فضائل اعمال ص:۷۱)

و:......اسی طرح حضرت خبیبؓ بھی اس موقع پر گرفتار کرلئے گئے‘ جب ایک عرصہ بعد ان کو قتل کرنے کے لئے حرم سے باہر لایا گیا‘ اور حضرت خبیبؓ کو سولی پر چڑھایا گیا تو چالیس کافروں نے نیزے لے کر چاروں طرف سے ان پر حملہ کیا اور بدن کو چھلنی کردیا‘ اس وقت کسی نے قسم دے کر یہ بھی پوچھا کہ تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری جگہ محمد... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... کو قتل کردیں اور تم کو چھوڑ دیں‘ انہوں نے فرمایا: واللہ العظیم! مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ میری جان کے فدیہ میں ایک کانٹا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چبھے۔(حکایاتِ صحابہ‘ص:۷۰تا۷۲)

ز:......دور کیوں جایئے! اس آخری دور میں بھی دنیا بھر سے گرفتار کر کے کیوبا لے جائے گئے مسلمانوں میں سے کسی ایک نے بھی انسانیت سوز امریکی مظالم اور جبر وتشدد کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالے اور نہ ہی اپنے دین و مذہب کی سودے بازی کی۔

لہٰذا امریکا‘ مغرب اور ان کے غلاموں کو ذہن نشین کرلینا چاہئے کہ پاکستان‘ بلکہ دنیا سے اسلام اور اسلامی اقدار کا خاتمہ ان کے بس میں نہیں‘ اس لئے کہ یہ لوہے کے چنے ہیں‘ جو ان کے آباؤ اجداد سے نہیں چبائے جاسکے‘ تو یہ کیونکر انہیں چبا سکیں گے؟

یہ ان کی بھول ہے کہ وہ اس طرح کی اکھاڑ پچھاڑ سے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوجائیں گے‘ یہ کام اتنا آسان نہیں‘ جتنا انہوں نے سمجھ رکھا ہے‘ اگر بالفرض موجودہ دین دار کھلاڑیوں کو ہٹانے یا ایک طرف کرنے میں وہ کامیاب بھی ہوگئے تو نئے آنے والے کھلاڑیوں کے دل و دماغ پر وہ کیونکر تالے لگاسکیں گے؟ پھر اس کی کیا ضمانت ہے کہ نئے کھلاڑی اپنے پیش رؤوں کی راہ پر نہیں چل نکلیں گے؟

حکومت اور اس کے کارپرداز‘ بہرحال کسی کی آزادئ فکر و سوچ پر تالے نہیں لگا سکتے اور نہ ہی وہ مسلمانوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے باز رکھ سکتے ہیں؟

حکومت اور اربابِ اقتدار کا یہ ”خاموش“ انداز ایک طرف اگر قیام پاکستان کے مقاصد سے متصادم ہے تو دوسری طرف آزادئ مذہب‘ آزادئ فکر‘ آزادئ ضمیر اور آزادئ اظہار رائے پر حملہ کے مترادف بھی ہے۔

اس لئے عام مسلمانوں کے علاوہ دین دار طبقہ اور دینی اقدار کے علم برداروں کے لئے یہ بہت بڑا چیلنج ہے کہ اسلام دشمن دور بیٹھ کر اپنے مقاصد کی تحصیل کے لئے یہ سب کچھ کرنے سے نہیں ہچکچاتا! تو مسلمان اپنے ملک میں رہتے ہوئے اپنی قوم اور نسل کے دین و ایمان پر حملوں کے دفاع کی ہمت و طاقت کیوں نہیں رکھتے؟ اگر اسلام دشمن خم ٹھونک کر دین دار مسلمانوں کے خلاف میدان میں اتر چکا ہے تو مسلمانوں کو بھی اپنے مسلمان بھائیوں کے دین و مذہب اور عزت و وقار کے دفاع کی جنگ میں کسی طور پر پسپائی نہیں دکھانی چاہئے۔

ہمیں کرکٹ سے دلچسپی ہے اور نہ اس کھیل کے مفادات اور ہار جیت سے واسطہ! لیکن بایں ہمہ اس خبر کے مطالعہ سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح کھل کر سامنے آگئی ہے کہ برطانیہ میں پاکستانی کرکٹ ٹیم کے کپتان کے خلاف بال (گیند) خراب کرنے کے الزام واتہام کا طومار‘ ان پر مقدمہ بازی‘ ان کی عدالت میں طلبی اور ان کے خلاف کھیل پر عارضی قدغن و پابندی بھی اسی سلسلہ کی ناپاک کڑیاں ہیں۔

بہرحال اس وقت مسلمانوں کو کھلی آنکھوں اس کا مشاہدہ ہوجانا چاہئے کہ مغرب اور اس کے آلہ کار‘ اسلام دشمنی میں کس قدر حساس ہیں؟ اور ہم دین و مذہب اور مسلمانوں کی عزت و ناموس کے تحفظ کے سلسلہ میں کس قدر بے حس و ہمت ہیں؟

اسلام اور عورت کی آزادی

شگفتہ نعمت

اسلام اور مغربی تہذیب کے اصولوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ اسلام کا مقصد ایک صالح اور پاکیزہ معاشرہ کی تعمیر کرنا ہے' اور اس معاشرے کی تعمیر میں مرد اور عورت دونوں برابر کے شریک ہیں' لیکن دونوں کے دائرۂ کار اور عمل مختلف ہیں' اس کے برعکس مغربی تہذیب کا مقصد یہ ہے کہ زندگی کے معاملات میں عورت اور مرد کو یکساں شریک کرکے مادی ترقی کی رفتار تیز کی جائے' دونوں صنفوں کو برابری دی جائے' عورت مرد کے شانہ بشانہ چل کر زندگی کے ہر معاملہ میں اس کا بھرپور ساتھ دے' اور ان دونوں کے درمیان تمام حجابات اٹھا دیئے جائیں' تاکہ ان کی زندگی ترقی پذیر اور پُرلطف ہو' جبکہ اسلام میں مرد اور عورت کے آزادانہ اختلاط کو روکا گیا ہے اور ان اسباب کا قلع قمع کیا گیا ہے' جو اس نظم وضبط میں برہمی پیدا کرتے ہیں۔

اسلام ہی وہ مذہب ہے' جس نے عورت کو اس کا صحیح حق دیا' اس کی عزت وعصمت کی حفاظت کی ذمہ داری لی' اس کو عظمت واحترام کے بلند ترین مینارے پر بٹھایا' یہاں تک کہ جنت جیسی عظیم اور دائمی نعمت کو اس کے قدموں کے نیچے رکھ دیا' کیونکہ وہ عورت کو اس کا حق دینا چاہتا ہے' اس کو ذلت ورسوائی کے گڑھے میں ڈالنا نہیں چاہتا۔

اسلام آنے سے قبل عورت کی حالت نہایت بدتر اور مظلوم تھی' وہ ہر قوم' ہر ملک' ہر خطہ میں مظلوم اور بے سہارا تھی' اسلام نے عورت کو ظلم کے گرداب سے نکالا' اس کو انصاف دیا' اس کو اس کا حقیقی دائرہ کار بتایا' اس کی عزت وعظمت کی حفاظت کی ذمہ داری لی' معاشرہ کو اس کا ادب واحترام سکھایا' لیکن دوسری طرف مغربی تمدن میں اس کے حقوق اسی طرح پامال ہوتے رہے' وہ ہر طرح کا ظلم سہتی رہی' پھر جب مغربی تمدن کو ہوش آیا تو عورت کی آزادی اور مساوات کا تصور ابھرا' اس کو مرد کے برابر لا کھڑا کیا اور اس کو احساس دلایا گیا کہ وہ کسی بھی حالت میں مرد سے کم نہیں ہے' وہ ہر کام کرسکتی ہے' ہر عہدہ اور منصب حاصل کرسکتی ہے' وہ ہر طرف سے آزاد ہے' اس لئے عورت کو بھی وہ تمام حقوق ملنا چاہئے جو ایک مرد کو حاصل ہیں' یعنی عورت پر ہر طرح کے ظلم واستیصال کے بعد ان کو احساس بھی ہوا تو عورت کی فطرت کا بالکل خیال نہیں رکھا گیا' اللہ نے فطری طور پر عورت کو نازک اور مرد کو طاقتور بنایا ہے' اسی لئے اسلام نے عورت کی فطرت کا خیال رکھتے ہوئے دونوں کے دائرہ کار الگ الگ متعین کئے' مرد کے ذمہ ان حقوق کو واجب کیا جو اس کی طاقت وفطرت کے تقاضا سے اس پر لاگو ہوتے ہیں' اور عورت کی نازک فطرت کی بدولت اس کے حقوق الگ متعین کئے' لیکن مغربی تہذیب نے مرد اور عورت دونوں کو ایک ساتھ کھڑا کردیا' یہ بات عورت کے لئے بھی دلچسپ تھی' اس نے اس بات کو تسلیم کیا کہ آج تک محض اس پر ظلم وجور ہی ہوتا رہا ہے' اور آج نئی تہذیب نے اس کے جذبات کا خیال رکھا۔

لہٰذا وہ دھیرے دھیرے معاشی' معاشرتی اور تہذیبی امور میں مرد کی شریک بنتی چلی گئی' یہاں تک کہ اس کا وجود زندگی کے ہر شعبہ میں ضروری قرار پایا' اس کے بغیر زندگی بے کیف اور بے لطف تصور کی جانے لگی' عورت نے اسے ترقی کی طرف پیش رفت سمجھا اور وہ خود ایک کے بعد دوسرا قدم اٹھانے کے لئے بے چین ومضطرب رہنے لگی' وہ اس کے ظاہری حسن پر فریفتہ تھی' لیکن اس کے بطن میں چھپی ہوئی خرابیوں کو نہ دیکھ سکی' کیونکہ اس کے نزدیک مغربی تہذیب نے اس کو ظلم سے نجات دلائی' لیکن عورت کو اس کے انجام کا احساس نہیں ہوا' عورت کی اس آزادی کے بہت ہی گھناؤنے انجام سامنے آچکے ہیں' جو مندرجہ ذیل ہیں:

ا:...... زندگی کے ہر شعبہ میں عورت اور مرد کے آزادانہ اختلاط کی وجہ سے جنسی آوارگی کا رجحان پیدا ہوا' فواحش کی کثرت عام ہوگئی' بداخلاقی' نفس پرستی اور لذات جسمانی اس حد تک پہنچ گئی کہ مرد اور عورت' جوان بوڑھے سب شہوانیت میں حد سے گزرنے لگے' نتیجہ تباہی وبربادی کے سوا کچھ نہ ہوا۔

تاریخ شاہد ہے کہ عورت جب بھی اس غرض سے باہر نکلی کہ وہ کسی بھی طرح مرد سے کمتر نہیں ہے'

بلکہ وہ بھی اس کے برابر ہے تو نتیجہ جنسی آوارگی کے سوا کچھ نہ ہوا' کیونکہ جنس مخالف ایک دوسرے کے لئے باعث کشش ہوتے ہیں۔

اسلام دین فطرت ہے' وہ ہر چیز کو اس کی فطرت پر رکھتا ہے' کیونکہ اگر کسی چیز کو اس کی فطرت پر رکھا جائے تو صحیح سلامت اور پُر امن ہوتی ہے' اسی لئے اس نے مرد اور عورت دونوں کے دائرۂ کار الگ الگ متعین کئے۔

۲:......مرد اور عورت کے آزادانہ اختلاط سے دوسری بربادی خاندانی نظام کی ہے' کیونکہ پھر مردوں اور عورتوں میں یہ صلاحیت باقی نہیں رہتی کہ ازواج کی ذمہ داریوں کو صحیح طریقے سے نبھا سکیں' ان کی اخلاقی کیفیت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ نسل کی تربیت بدتر سے بدترین ہوتی چلی جاتی ہے اور انداز میں خودسری اتنی سرایت کر جاتی ہے کہ تمدن کا شیرازہ بکھرنے لگتا ہے' اس کے بالمقابل اسلام کے نزدیک خاندان کی بنیاد پر معاشرہ کی تعمیر ہوتی ہے' خاندان کی ترقی' خاندان کی بربادی معاشرے کی بربادی ہوتی ہے' اسلام ایک مضبوط اور پائیدار خاندان کو معاشرے کی ترقی کے لئے فراہم کرنا چاہتا ہے' اور ان عوامل کو ان سے دور رکھنا چاہتا ہے جو اس کو منہدم کر دیں۔

۳:......عورت اور مرد کے آزادانہ اختلاط سے تیسری بربادی یہ ہوئی کہ وہ اپنے حقوق و ذمہ داریوں کو یکسر فراموش کر چکی' اس کو صرف اتنا ہوش ہے کہ وہ مرد کے برابر ہے' یہاں تک کہ اس نے اپنے ممتا کے احساسات اور جذبات جو ہر ماں میں فطری طور پر پائے جاتے ہیں' کچل ڈالا اور محسوس کرنے لگی کہ نسل انسانی پر جتنی ذمہ داریاں مرد پر عائد ہوتی ہیں' اتنی ہی عورت پر' حالانکہ اس سلسلہ میں اسلام ایک معتدل اور متوازن نقطہ نظر کا حامل ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی عورت گھر سے نکل کر شمع محفل بنی مجلسوں اور محفلوں کی رونق بڑھانے لگی تو ترقی تو نہیں' البتہ اس کے ذریعہ جنسی آوارگی پھیلی جو گندگی بند کمروں میں ناقابل برداشت ہے وہ کھلم کھلا بازاروں اور سڑکوں میں پھیلنے لگی' یہاں تک کہ قابل احترام رشتے بھی اس سے محفوظ نہیں رہ سکے۔

تاریخ اس بات کی بھی شاہد ہے کہ دنیا نے جب بھی اسلام کے اصولوں کو اپنایا اور مرد اور عورت اسلام کے بتائے ہوئے دائرہ کار کے اندر رہے' تو دنیا سے تمام برائیاں اور بدکاریاں مٹ گئیں' یہاں تک کہ مسلمانوں نے تمام دنیا پر حکومت کی' دینی اور دنیاوی اعتبار سے ترقی کے اعلیٰ مدارج طے کئے کہ جس کو پڑھ کر انسان حیران و ششدرہ رہ جاتا ہے۔

اسلام نے عورت اور مرد کے آزادانہ اختلاط کو حرام اور قابل نفرت قرار دیا' لیکن دائرہ ازدواج کے اندر اسی تعلق کو مستحسن اور کار ثواب بنایا اور نکاح سے بے رغبتی کو ناپسند کیا تاکہ فواحش اور بے حیائی کے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں اور جنسی میلان کو خاندان کی تخلیق اور استحکام کا ذریعہ بنایا' عورت کو گھر کی ملکہ بنایا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور جاہلیت کی عورتوں کی طرح بن سنور کر نہ نکلو۔'' (احزاب:۳۳)

عورت ضرورت کے وقت اسلامی حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے گھر سے باہر نکل سکتی ہے' اسلام نے معاشی اعتبار سے بھی عورت کو بہت مضبوط کر دیا ہے' تاکہ سماج میں اس کی قدر و منزلت برقرار رہے' جیسا کہ اس کو وراثت کے حقوق دیئے' باپ شوہر' اولاد اور قریبی رشتہ داروں سے اس کو وراثت ملتی ہے' اس کے علاوہ شوہر کی طرف سے وہ مہر کی حق دار ہے' وہ ان پیسوں کو تجارت میں لگا کر ترقی حاصل کر سکتی ہے' اس مال پر صرف اسی کا حق ہے' اگرچہ وہ معاشرتی اعتبار سے کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو' شوہر پر اس کے نان و نفقہ کی ذمہ داری ہے' اسلام میں عورت کی معاشی حالت بہت مستحکم ہے۔

اسلام' عورت کو شوہر کے انتخاب کی پوری آزادی دیتا ہے' اگر وہ اپنی مرضی سے نکاح کرلے تو ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کو اس کو روکنے کا کوئی حق نہیں' اس کی مرضی کے خلاف ماں باپ کسی اور سے اس کا نکاح نہیں کر سکتے' لیکن اگر وہ جذبات میں کوئی غلط قدم اٹھاتی ہے تو اس کے اولیاء کو اس کے روکنے کا پورا حق ہے۔

عورت ایک ناپسندیدہ اور ظالم شوہر سے خلع لے کر آزاد بھی ہو سکتی ہے' بیوہ اور طلاق شدہ کو نکاح ثانی کا حق حاصل ہے۔

اس کے علاوہ شوہر کو بیوی پر جو حقوق دیئے گئے ہیں' ان کے استعمال میں حسن سلوک اور خیرخواہی کی تعلیم دی گئی ہے' اسلام اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ عورت کے ساتھ محبت و اخلاص' ہمدردی و ایثار کا رویہ اختیار کیا جائے' اسلام میں اس جذبہ کی عورت اور مرد کے درمیان تعلقات میں اساسی اہمیت ہے' اسلام نے اس معاملہ میں بے نظیر کامیابی حاصل کی ہے۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے: ''وعاشروھن بالمعروف'' (عورتوں کے ساتھ نیکی کا سلوک کرو) ''ولا تنسوا الفضل بینکم'' (اور آپس کے تعلقات میں فیاضی کو نہ بھولو)۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں اچھے وہ لوگ ہیں' جو بیویوں کے ساتھ اچھے اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ لطف و مہربانی کا سلوک کرنے والے ہیں۔''

اسلام نے عورتوں کے لئے تعلیم کو اسی طرح

باقی صفحہ ۱۳ پر

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را
گاہے گاہے بازخواں ایں قصۂ پارینہ را

امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کارنامے

ایک تمہید ایک تاریخ

جب بھی زندگی میں اگست کا مہینہ آتا ہے آنکھیں پُرنم ہوجاتی ہیں‘ اگست ۱۹۶۱ء آنکھوں میں گھومنے لگتا ہے‘ اور ماضی کی سب دہائیاں ایسے سامنے رقص کرتی ہیں‘ جیسے ابھی ابھی یہ واقعات رونما ہوئے ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں مجلس احرار اسلام کا معرض وجود میں آنا‘ پھر تحریک آزادی برصغیر میں جماعت کی بھرپور جدوجہد پھر تحریک خلافت علی برادران کے شانہ بشانہ گوری حکومت کے تابوت میں دراڑ ڈالنے کی جدوجہد‘ تحریک ریشمی رومال کے متحرک بزرگوں کی اعانت‘ تحریک مدح صحابہ کرامؓ‘ تحریک ریاست کپورتھلہ کا محاذ تحریک کشمیر کی کامیابی کا سہرا‘ تحریک قادیان میں عقیدۂ ختم نبوت پر علماء کرام کو متفق کرکے اس کو کامیابی سے ہمکنار کرنا ایک طرف سیاسی میدان کی شہ سواری تو دوسری طرف مسلمانانِ ہند کی دینی و ذہنی سماجی تعلیمی‘ تبلیغی‘ سرگرمیوں میں بھرپور شرکت یہ کتنے محاذ تھے جن پر مجلس احرار اسلام کے شاہ صاحب (یعنی سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ) کی قیادت مسلمانانِ برصغیر کی نمائندگی کرتے ہوئے ان کے دینی اسلامی تشخص کو پروان چڑھایا‘ یہ ایک مردقلندر کا ہی کارنامہ نہیں تھا بلکہ اس کی بنائی ہوئی ٹیم جس میں خود امیر شریعت کے علاوہ مولانا محمد داؤد غزنوی‘ شیخ حسام الدین‘ چوہدری افضل حق‘ مولانا گل شیر شہید‘ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادی‘ ماسٹر تاج الدین انصاری‘ مجاہد ختم نبوت مولانا محمد علی جالندھری‘ مولانا عبدالرحمن میانوی‘ فاتح قادیان مولانا محمد حیات‘ مولانا لال حسین اختر‘ مولانا نورالدین بہاری‘ صاحبزادہ فیض الحسن‘ حافظ علی بہادر‘ چوہدری عبدالستار دہلوی‘ سالار کارواں سردار محمد شفیع‘ چوہدری معراج الدین لاہور‘ غازی محمد حسین‘ آغا شورش کاشمیری‘ مولانا غلام غوث ہزاروی‘ مفتی عبدالقیوم پوپلزئی‘ سید مخدوم شاہ بنوری‘ نوابزادہ نصراللہ خان‘ مولانا مظہر علی‘ مظہر نواز خان‘ مولانا عبدالرحیم اشعر‘ مولانا غلام نبی جانباز سیّد امین گیلانی‘ سائیں محمد حیات پسروری‘ مولانا ضیاء الحق قاسمی‘ صوفی

حافظ محمد امین

شیر محمد سرہندی‘ عبدالرحیم عاجز‘ ایسے ان گنت جاں نثارانِ اسلام ومجاہدین کی جماعت بنانے والی شخصیت کا نام سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ہے۔

محدث اعظم حضرت مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ استاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے پانچ سو جید علماء کرام کو شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرا کر امیر شریعت کا خطاب عطا فرمایا تھا‘ جس کی لاج اللہ تعالیٰ نے رکھی اور اس مردقلندر کی قیادت میں ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت نے ملک میں ایک نئی تاریخ کو جنم دیا‘ اس تحریک نے دنیا کی تاریخی تحریکوں میں اپنا منفرد مقام منوایا۔

تحریک کشمیر میں ڈوگرہ شاہی مہاراجہ ہری سنگھ کو ناک چنے چبوا کر مسلمانانِ کشمیر کو سرخرو کیا اور انگریز حکومت کی پشت پناہی کے باوجود ہری سنگھ کو شکست تسلیم کرنا پڑی۔

افسوس! اس وقت کی دوسری مسلم جماعتیں تعصب سے بالاتر ہوکر خالص اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کے لئے مجلس احرار اسلام کا ساتھ دیتیں تو آج کا مسئلہ کشمیر اسی دن حل ہوچکا ہوتا۔

مگر افسوس کہ:

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے
دل کے پھپولے جل اٹھے جلنے کے داغ سے

مجلس احرار اسلام سے دوسری برصغیر کی مسلم جماعتوں نے ہمیشہ تعصب اور حسد کی وجہ سے سوتیلی ماں کا سا سلوک کیا‘ اگر ہندوستان کی تمام مسلم جماعتیں متفق ہوکر برصغیر کو آزاد کراتیں تو آج کے پاکستان کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ اگر مجلس احرار اسلام چوہدری افضل حق مرحوم کے حکم کے مطابق ان کے الہامی حکم پر عمل کرتی تو پاکستان کے نقشے میں پورا پنجاب اور پورا بنگال شامل ہوتا‘ مگر بزرگوں کی مصلحتیں اپنی ہیں‘ اس میں کچھ قدرت کی کارروائی کا بھی دخل ہے۔

بہرحال برصغیر ہندوستان کی تاریخ میں مورخ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا کہ مجلس احرار اسلام نے مسلمانانِ ہند کی سیاسی دینی تبلیغی اصلاح وتربیت کی

شعلہ بیانی اور مقررین پیدا کرنے میں جتنا کام اس جماعت نے کیا ہندوستان کی دوسری کسی جماعت نے ایسا کام نہیں کیا۔ مجلس احرار اسلام کے بڑے سے بڑے لیڈر سے لے کر چھوٹے ورکر تک کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ اعزاز حاصل رہا ہے کہ وہ جب بھی بولتا تھا' صحیح بولتا تھا اور شاہ صاحب کی تو بات ہی اور ہے وہ اپنی تقریر کی ابتدا میں جب خطبہ کا پہلا لفظ الحمدللہ! زبان سے ادا کرتے تھے تو ان الفاظ کی شیرینی اور ان کی ہیبت اور ان کا دبدبہ ایسا ہوتا تھا کہ جیسے لاکھوں کے مجمع پر جادو کر دیا گیا ہو۔

وہ الفاظ ہمارے کانوں میں آج بھی اسی طرح گونجتے ہیں' بخاری کے زمزمے سننے کو آنکھیں ترس گئی ہیں' جماعت کو مخاطب کر کے چوہدری افضل حق مرحوم نے فرمایا تھا کہ نعرۂ پاکستان کی مخالفت نہ کرنا یہ ہندوستان کے مسلمانوں کے دکھی دل کی آواز ہوگی' مگر افسوس! جماعت نے اپنی پالیسی نہ بدلی اور جاگیردار' سرمایہ دار طبقہ اس ملک پر قابض ہو گئے اور غریب اور متوسط عوام جنہوں نے جانی' مالی اور عزت کی قربانیوں سے مفاہمت نہ کی' حاصل کیا ہوا یہ ملک آج بھی ایسے ہی لوگوں کے نرغے میں ہے۔

آج کی پاکستانی عوام کو سیاسی شعور سے دور رکھنے میں اسی طبقے کا ہاتھ ہے' اگر ہمارے ملک کے عوام میں سیاسی شعور ہوتا تو یہ انگریز کے گماشتے کبھی ملک پر قابض نہ ہوتے' آج امیر' امیر تر ہوتا جا رہا ہے اور غریب کو دو روٹی کے چکر میں ایسا جکڑ دیا گیا ہے کہ وہ کسی دوسری طرف رخ کر ہی نہیں سکتا۔

آج سرمایہ دار' جاگیردار کروڑوں روپے کے قرضے بینکوں سے لے کر ہڑپ کر جاتا ہے اور پھر معاف کرا لیتا ہے اور غریب اگر اپنے مکان کی تعمیر کے لئے ہاؤس بلڈنگ والوں سے چند ہزار قرض لے لیتا ہے تو وہ اگر سود در سود کی چکی میں پس کر اسے ادا نہ کر سکے تو اس کی زندگی بھر کی کمائی اس کے خوابوں کی برسوں کی تعبیر کو نیلام کر کے اسے بے دخل کر دیا جاتا ہے' کروڑوں' اربوں روپے کے قرضے لے کر حکومت کے چہیتے سرمایہ دار معاف کرا لیتے ہیں' کوئی حکومت یا بینک کبھی ان کی فہرست بھی شائع نہیں کرتا کہ کس کس نے کتنا کتنا قرضہ معاف کرایا ہے' حال ہی میں پیپلز پارٹی کے قومی اسمبلی کے رکن نے قرضہ معاف کرانے والوں کی فہرست شائع کرنے کا سوال اٹھایا تو اسے خاموش کر دیا گیا اور ان لوگوں کے نام اسمبلی ممبر کو بھی نہیں بتائے گئے' عوام کی تو یہاں کوئی حیثیت ہی نہیں ہے' ہر حکومت میں ایسے لوگ ملیں گے' جنہوں نے کروڑوں کے قرضے معاف کرائے۔ یہ صورت حال جس ملک میں ہوگی تو وہاں عوام کیسے خوشحال ہوں گے؟

امیر' امیر تر اور غریب' غریب تر اسی فارمولے کی وجہ سے ہو رہا ہے' ہماری عوام کو ہر بجٹ پر یہ خوشخبری سنادی جاتی ہے کہ اب اس کے دن بدل جائیں گے اور ملک خوشحال ہو رہا ہے' خزانہ بھر رہا ہے' غریب کا پیٹ روٹی سے خالی ہے' ملک کا خزانہ زبانی جمع خرچ سے بھر رہا ہے۔

شاہ صاحبؒ نے بھی چوہدری افضل حق مرحوم کے مجوزہ فارمولے کی حمایت کرتے ہوئے جماعت کو ۱۹۴۶ء کے الیکشن نہ لڑنے کا مشورہ دیا تھا اور کہا تھا کہ اب ہمارا وقت ہے' آج دور مسلم لیگ کا ہے' ہمیں خاموشی اختیار کر لینی چاہئے' مگر جماعت نے کثرت رائے سے الیکشن لڑنے کا فیصلہ کر لیا جو جماعت کی تاریخی غلطی ثابت ہوئی۔ شاہ صاحب اور چوہدری افضل حق صاحب مرحومین کی نظر بہت دور مستقبل پر تھیں ان کا مشورہ صحیح تھا مگر جماعت وقتی مصالحت سے گریزاں تھی۔ آنے والے حالات نے ثابت کیا کہ مندرجہ بالا دونوں حضرات کی بات صحیح تھی۔

سیاست کوئی ایمان نہیں ہے' سیاست میں کل کے ساتھی آج کے مخالف کل کے مخالف آج کے دوست ہوتے رہتے ہیں' وقت حالات کو بدل دیتا ہے' آج نواز شریف اور بے نظیر کہاں کھڑے ہیں' دنیا دیکھ رہی ہے؟ اس میں حیران ہونے کی ضرورت نہیں' صحیح سیاستدان وہی ہوتا ہے جو قومی وملکی مفادات کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے اجتماعی مفاد کے لئے اپنے نظریات کو بدل دے۔

۱۵/ جنوری ۱۹۴۸ء کو مجلس احرار اسلام کے جنرل سیکریٹری شیخ حسام الدین صاحب نے جامع مسجد فیصل آباد کے خطبہ جمعہ میں یہ اعلان کیا کہ ہم ہار گئے' مسلم لیگ جیت گئی' ہم اپنی جگہ درست تھے' مسلم لیگ اپنے موقف میں کامیاب ہوگئی' قوم نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا' ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں' ہم بھی قوم کے خیر خواہ تھے مگر ہمارے نظریات مختلف تھے' اب بھی ہم قوم کی خدمت کریں گے' گاڑی دو پہیوں سے چلتی ہے' اب اپنا ملک بن گیا' پاکستان آزاد ہو گیا ہے' اب اس کو چلانا ہے' معاملات حکومت چلانے میں ایک طبقہ حزب اقتدار کا ہوتا ہے' ایک حزب اختلاف' ہمیں آپ حزب اختلاف کا کردار ادا کرنے کی ذمہ داری دیدیں' انشاء اللہ العزیز ہم بھی ملکی تعمیر وترقی میں مخلصانہ طور پر حصہ لیں گے' مگر تعصب کی عینک سے دیکھنے والوں نے اسے قبول نہیں کیا بلکہ مجلس احرار اسلام پر جھوٹے الزامات لگا کر ملک میں بدنام کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ اقتدار کا نشہ بہت بُرا ہوتا ہے' مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مخالفت قید وبند کی صعوبتوں اور الزام تراشیوں کے باوجود جماعت ملک وقوم کی تعمیر وترقی' سیاسی' دینی' سماجی' تبلیغی خدمات سرانجام دیتی رہی۔

اس جماعت نے ہمت نہیں ہاری اپنی تحریر و تقریروں سے اپنے عمل سے ملک و قوم کی خدمت کرتے رہے اور اچھے اور برے وقت سے قوم کو آگاہ کرتے رہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی کامیابی کا سہرا بھی اسی جماعت کے سر جاتا ہے' عالم اسلام کو قادیانیت کی دلدل سے بچانے کا کام انہی مجاہدوں نے کیا اور انگریز کی معنوی اولاد (قادیانیت/مرزائیت) کو قصر مذمت میں پہنچانا انہی کا کام ہے' پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی جماعت قادیانیوں کو یہ پیغام دیا تھا کہ بلوچستان پاکستان کا آبادی کے لحاظ سے ایک چھوٹا سا صوبہ ہے اس میں بھولے بھالے مسلمانوں کو ورغلا کر قادیانی بنالو تا کہ ہم ایک صوبے کو اپنا صوبہ کہہ سکیں۔ یہ ریاست کے اندر ریاست بنانے کا منصوبہ اس نے بنایا اپنی جماعت کو اس کام پر لگادیا' مجلس احرار اسلام نے جب یہ دیکھا کہ مرزائی کھلم کھلا قادیانیت کی تبلیغ کرنے لگے ہیں اور عام مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں کچھ لالچ دے کر پھنسا رہے ہیں تو اس طرف اپنی پوری توجہ لگادی' ویسے تو ابتدا سے ہی جماعت نے اپنا شعبہ تبلیغ بنادیا تھا جو ہندوستان بھر میں مسلمانوں کے مذہبی معاملات کی نگرانی اور رہبری کرتا نظر آتا تھا' اب قادیانیوں کے بھیانک پروگرام کے مدنظر اپنی پوری توجہ ان کی طرف مبذول کردی' پڑھے لکھے طبقے' سرکاری دفاتر' بڑے بڑے افسروں' لیڈروں سے بالمشافہ ملاقات کرکے ان باغیانِ ختم نبوت کے مذموم ارادوں سے آگاہ کرنے کا کام قاضی احسان احمد شجاع آبادی مرحوم کے سپرد کیا اور باقی جماعت عوام الناس کو جلسے' جلوسوں' تقریروں سے مسلمانوں کو آگاہ کرتی۔ بالآخر مارچ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوگیا' جس کی تفصیلات پاکستان کے عوام کے ذہنوں میں آج بھی موجود ہیں' اگر یہ جماعت مرتد ملت مرزا بشیر الدین کے خواب کو چکنا چور نہ کرتی اور عوام الناس' پاکستان کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتی تو بہت سے مسلمان ان کے لالچ اور دامِ فریب سے اپنے ایمان سے محروم ہوجاتے۔ مسلمانانِ ہندو پاکستان کی سیاسی' دینی تربیت میں مجلس احرارِ اسلام کا بہت بڑا حصہ ہے گو دوسری مسلم جماعتوں نے بھی اپنے اپنے طور پر برصغیر میں دین اسلام کی تبلیغ و ترویج میں بہت کام کئے ہیں' مگر قادیانیت' جو دین اسلام کی جڑوں کو مسمار کرنے والا جراثیم ہے' اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں تاریخ شاہد ہے کہ اس جماعت نے جو کارنامہ انجام دیا وہ ان لوگوں کی نجات کے لئے کافی ہے۔

قارئین گرامی! اس جماعت کی کارکردگی میں خواہ سیاسی ہو یا دینی معاشی ہو یا معاشرتی ہر محاذ پر شاہ صاحبؒ کا نام نامی سرفہرست نظر آئے گا۔

ارتداد شرک و بدعت اور مسلمانانِ ہند کے مجموعی اسلامی تشخص کو اجاگر کرنے میں شاہ صاحب مرحوم کا بہت بڑا ہاتھ ہے' آپ کی بے جوڑ بے دلیل الہامی باتیں گزشتہ صدی کے لوگوں کے ذہنوں میں ایسی پیوست ہیں کہ مخالفت کے باوجود بھی وہ اس کو تسلیم کرتے ہیں' بالآخر تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۵۵ء میں دفاع پاکستان احرار کانفرنس لاہور میں شاہ صاحبؒ نے اعلان کیا کہ آج کے بعد مجلس احرار اسلام' مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے صرف دینی' تبلیغی اور اصلاحی کام کرے گی' جن دوستوں' ورکروں' لیڈروں اور رضاکاروں کو سیاسی کام کرنے کا شوق ہے' وہ میری طرف سے آزاد ہیں' جس کا جی چاہے جس جماعت میں جاکر سیاسی کام کرے' برصغیر کی تمام سیاسی جماعتوں میں مجلس احرار اسلام کا نام سب سے منفرد ہے' اور مجلس میں امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا نام ہی اس جماعت کی علامت کا نام ہے' حالانکہ شاہ صاحب مرحوم کبھی جماعت کے صدر نہیں رہے مگر عملاً جماعت کے کرتا دھرتا' روح رواں' مالک و مختار سب کچھ وہی تھے' جب بھی مجلس احرار اسلام کا نام تاریخ کے صفحات پر لکھا جائے گا تو شاہ صاحب۔ ؎ اسم گرامی کے بغیر ادھورا ہوگا' جب آپ کا نام نامی ساتھ لکھا جائے گا تو جماعت کا نام مکمل ہوگا۔

قارئین گرامی! تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے اور دنیا کے نقشے پر چند خطوط ابھرتے ہیں' کچھ عرصہ ان کا سورج بڑی آب و تاب سے چمکتا ہے' پھر آہستہ آہستہ غروب ہوجاتا ہے' پھر دوسرا کوئی اس کی جگہ لے لیتا ہے' یہ سابقہ صدی ۱۹۰۰ء سے ۲۰۰۰ء میں غاصبوں' ڈاکوؤں' لٹیروں اور بے راہ روں کا دور تھا' انشاء اللہ یہ ۲۰۰۱ء سے شروع ہونے والی صدی ایسے لوگوں کے زوال کا دور ثابت ہوگی اور ملک میں اسلامی اخوت' بھائی چارے' یکجہتی' امن و سلامتی کا دور شروع ہوگا اور ہمارے اس ملک پاکستان میں اسلامی انقلاب کی ابتدا ہوگی۔ بقول علامہ اقبالؒ:

خواب سے بیدار ہوتا ہے محکوم اگر
پھر سلادیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری

ایک صدی ہوگئی لوگوں کو ساحری جادو کے اثر سے سوئے ہوئے' اب ان کے جاگنے کا وقت آگیا ہے' ابتداً ۱۹۰۰ء سے انگریزی جادوگروں نے اس برصغیر میں ایسا سحر پھونک رکھا تھا کہ ان کے گماشتے پیدا ہوتے رہے اور وہ انہی کے ذریعہ اپنا کام چلاتے رہے' ابھی تک ان کے سحر کا اثر باقی ہے' اب اس کے بھاگنے کا وقت آگیا' اور وقت انگڑائی لے رہا ہے' چند سال بعد آپ دیکھیں گے کہ اچھی ہوائیں چلیں گی اور اچھی اچھی خبریں لائیں گی' عوام کا معاشی شعور بیدار

ہوگا اور وہ اچھے بُرے کی تمیز کرنے لگیں گے' پھر ان کی قوت بھی بیدار ہوگی' اور انشاء اللہ ۲۰۳۰ء سے یہ عمل شروع ہوگا ۲۰۵۰ء تک ایسی قوتیں برسر اقتدار آ کر اس ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ کریں گی اور ساری دنیا کے مسلمان ممالک یکجا ہو کر اپنی الگ نیشنل لیگ' یعنی بین الاقوامی اسلامی تنظیم قائم کریں گے' یہ سہرا بھی ہمارے پاکستانی حکومت کے سر ہوگا۔

ہمارے بزرگوں نے ایک صدی پیشتر جو بے دلیل باتیں کی تھیں اور عوام ان کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے' وہ آج پوری ہو رہی ہیں اور دبے الفاظ میں یا سر عام ان باتوں کا لوگ اعادہ کرتے ہیں اور انشاء اللہ آج کی باتیں کل کے خواب نہیں بلکہ حقیقت بن کر جب سامنے آئیں گی تو دنیا کا نقشہ بھی بدل جائے گا اور اسلامی قوتیں دنیا کی سپر طاقت بن کر دنیا میں امن و سلامتی کا پیغام دیں گی' آج دین اسلام کو دہشت گردی کا خطاب دینے والے اس وقت دیکھیں گے کہ دہشت گرد یہود و ہنود ہیں یا مسلم؟ بات بہت دور چلی گئی' اچھی قوتیں مرتی نہیں ہیں' وقتی طور پر قدرت کی مصلحت سے خاموشی اختیار کر لیتی ہیں' پھر جب ظلم حد سے بڑھ جائے تو اللہ تعالیٰ ان کو سامنے لاتا ہے' آج ہر طرف ظلم و جبر بدامنی' بے دینی' لڑائی' جھگڑے فساد' ڈاکا زنی' جان و مال' عزت ہر چیز کی بربادی کا دور ہے' عنقریب یہ بادل صاف ہوں گے اور نئی سحر کا سورج طلوع ہوگا جو امن و سلامتی لے کر آئے گا' انشاء اللہ۔

آج پھر ایسے ہی مرد قلندر کی ملک و قوم کو ضرورت ہے' اللہ تعالیٰ مظلوموں کی ضرور سنے گا اور ظالموں کا حساب لینے والا ضرور پیدا ہوگا:

یارب یہ ہستیاں کس دیس بستیں ہیں
کہ جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیں ہیں

☆☆..............☆☆

بقیہ: حیات ابوالحسن علی ندویؒ

☆...... رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ (جنوری ۱۹۹۹ء) میں دبئی عالمی حسن قرأت کے مقابلے کے موقع پر سال ۱۹۹۸ء کی ''عظیم اسلامی شخصیت'' کے وقیع ایوارڈ سے سرفراز کئے گئے۔

☆...... تاریخ اسلام کے جلیل القدر اصحب دعوت وعزیمت کی مثالی سیرت نگاری پر ۱۴۲۰ھ ۱۹۹۹ء میں آکسفورڈ اسلامک سینٹر کی طرف سے سلطان برونائی ایوارڈ سے نوازے گئے۔

☆...... ۲۲/رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ (۳۱/دسمبر ۱۹۹۹ء) نماز جمعہ کے لئے نہا دھو کر تیار سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے اذان سے ذرا دیر قبل ہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

☆☆..........☆☆

بقیہ: اسلام اور عورت کی آزادی

قرار دیا' جس طرح مردوں کے لئے' نبی اکرم ﷺ سے مرد اور عورت دونوں ہی تعلیم حاصل کرنے آتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہ صرف عورتوں کی معلّمہ تھیں بلکہ بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سے حدیث' تفسیر اور فقہ کی تعلیم حاصل کرتے۔

اسلام ہی وہ مذہب ہے' جس نے عورت کو ذلت و عار کے گڑھے سے نکال کر عزت و شرف بخشا اور عورت کے وجود کو خواہ وہ بیٹی ہو' ماں ہو' یا بیوی ہو ہر ایک کو رحمت اور باعث سکون بنایا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی' یہاں تک کہ وہ بلوغ کو پہنچ گئیں تو قیامت کے روز میں اور وہ اس طرح ہوں گے' جیسے میرے ہاتھ کی انگلیاں۔'' (مسلم)

ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا کی نعمتوں میں بہترین نعمت نیک بیوی ہے۔'' (نسائی)

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی نعمتوں میں سب سے زیادہ محبوب: عورت' خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ (نسائی)

درحقیقت اسلام ہی وہ مذہب ہے' جس نے عورت کی فطرت کا لحاظ کرتے ہوئے' اس کو ظلم و جبر سے نکال کر عزت و سربلندی عطا فرمائی' اسلامی سوسائٹی میں عورت کو وہ بلند مقام حاصل ہوا' جس کی نظیر دنیا کی کسی سوسائٹی میں نہیں ملتی۔

جس طرح مرد کے لئے عزت' ترقی اور کامیابی اسی میں ہے کہ وہ مرد رہے اور مردانہ خدمات انجام دے' اسی طرح عورت کے لئے عزت' ترقی اور کامیابی اسی میں ہے کہ وہ عورت رہے اور زنانہ خدمات انجام دے' کیونکہ عورت کے لئے عورت کا دائرۂ کار میں ہی اس کی ترقی اور کامیابی کی راہیں کھلی ہیں۔

☆☆..............☆☆

نئی زندگی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس شخص نے کسی مومن کی برائی پر پردہ ڈالا' گویا اس نے ایک زندہ در گور کئے جانے والے شخص کو موت سے بچالیا اور اسے نئے سرے سے زندگی بخشی۔

علاء بن بدر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی قوم کو عذاب میں نہیں پکڑتے' جب تک وہ گناہ اور نافرمانی کھلم کھلا نہ کرنے لگے۔

عثمان بن ابوسودہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ کسی شخص کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ اللہ کے پردہ کو فاش کرے' سائل نے کہا کہ: وہ اللہ کے پردے کو کیسے فاش کرے گا؟ تو آپ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ: جو کوئی شخص چوری چھپے گناہ کر بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ پردہ پوشی فرماتے ہیں' لہٰذا کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پردہ کو فاش کرے اور لوگوں پر اس شخص کا گناہ ظاہر کرے۔ (مکارم الاخلاق)

حیاتِ ابوالحسن علی ندویؒ ایک نظر میں

محمد عبداللہ

ولادت:

۶/ محرم الحرام ۱۳۳۳ھ (بمطابق ۱۹۱۴ء)

بمقام: دائرہ شاہ علم اللہ تکیہ کلاں، رائے بریلی، اترپردیش۔

تعلیم:

تعلیم کا آغاز والدہ محترمہ نے قرآن مجید سے کیا پھر اردو اور عربی کی باقاعدہ تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔

☆...... ۱۳۴۱ھ (۱۹۲۳ء) میں والد صاحب حکیم سید عبدالحئی صاحب کا انتقال ہوا، اس وقت آپ کی عمر نو سال سے کچھ اوپر تھی، تو تعلیم و تربیت کی ذمہ داری آپ کی والدہ محترمہ اور برادر بزرگ مولانا حکیم ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنی صاحب پر آ پڑی جو خود بھی اس وقت (دارالعلوم ندوۃ العلماء اور دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد) میڈیکل کالج میں زیر تعلیم تھے۔

☆...... ۱۳۴۲ھ (۱۹۲۴ء) میں علامہ خلیل عرب سے باقاعدہ عربی تعلیم کا آغاز کیا، اور اصلاً انہیں کی تربیت میں عربی زبان و ادب کی تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۳۰ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں علامہ تقی الدین ہلالی کی آمد پر ان سے بھی خصوصی استفادہ کیا۔

☆...... ندوۃ العلماء کے اجلاس ۱۹۲۶ء میں منعقدہ کانپور میں برادر بزرگ کے ساتھ حاضری کا شرف حاصل ہوا، کم عمری میں عربی بول چال سے شرکائے اجلاس محظوظ ہوئے، اور بعض عرب مہمانوں نے اپنے گھومنے پھرنے میں بطور رہبر کم سن مترجم کو ساتھ رکھا۔ ڈاکٹر ذاکر حسین اور مولانا عبداللہ سورتی نے خاص طور پر اپنے کمرے میں بلا کر امتحاناً کچھ سوالات کئے۔

☆...... ۱۹۲۷ء میں لکھنؤ یونیورسٹی میں داخلہ لیا، اس وقت مولانا یونیورسٹی کے سب سے کم سن طالب علم تھے۔ ۱۹۲۹ء میں یونیورسٹی سے فاضل ادب کی سند حاصل کی۔

☆...... عربی زبان کی تعلیم کے دنوں میں اردو کے ادب عالی کی چوٹی کی کتابوں کا مطالعہ کیا، جس سے مولانا کو دعوت کے کام کی انجام دہی اور عصری زبان و تعبیر میں صحیح اسلامی فکر و عقیدہ کی تشریح میں مدد ملی۔

☆...... ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۰ء کے درمیان انگریزی زبان سیکھنے پر بھی توجہ رہی، جس سے اسلامی موضوعات اور عربی تہذیب و تاریخ وغیرہ پر انگریزی کی کتابوں سے براہ راست استفادہ کا موقع ملا۔

☆...... ۱۹۲۹ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخلہ لیا اور علامہ محدث حیدر حسن خان کے درس حدیث میں شریک ہوئے، اور ان سے صحیحین اور سنن ابی داؤد اور سنن ترمذی حرفاً حرفاً پڑھی، اور مکمل دو سال تک ان کی صحبت میں رہ کر فن حدیث میں خصوصی استفادہ کیا۔

☆...... شیخ خلیل عرب انصاری سے منتخب سورتوں کی تفسیر کا درس لیا، دارالعلوم ندوۃ العلماء میں قیام کے دوران علامہ حیدر حسن خان صاحب کے درس بیضاوی میں شرکت کرتے رہے۔

☆...... ۱۹۰۳ء میں لاہور کے دوسرے سفر کے موقع پر علامہ احمد علی لاہوری سے خصوصی وقت لے کر سورۂ بقرہ کا ابتدائی حصہ پڑھا اور ۱۹۳۱ء میں لاہور کے تیسرے سفر میں علامہ لاہوری سے حجۃ اللہ البالغہ پڑھی، ۱۹۳۱ء میں ہی علامہ لاہوری کے مشورہ سے حضرت خلیفہ غلام محمد بھاولپوری سے بیعت و ارادت کا تعلق قائم کیا۔

☆...... شیخ الاسلام حسین احمد مدنی سے استفادہ کے لئے ۱۹۳۲ء مطابق ۱۳۵۱ھ میں چند ماہ دارالعلوم دیوبند میں قیام کیا اور صحیح بخاری و سنن ترمذی کے اسباق میں شریک ہوئے اور تفسیر و علوم قرآن میں خصوصی استفادہ کیا، نیز مولانا اعزاز علی سے فقہ کا اور قاری اصغر علی صاحب سے روایت حفص کے مطابق تجوید کا درس لیا۔

☆...... ۱۹۳۲ء مطابق ۱۳۵۱ھ میں لاہور کے چوتھے سفر میں علامہ لاہوری سے ان کے مقرر کردہ نصاب برائے فضلائے مدارس [illegible] کے

مطابق پورے قرآن مجید کی تفسیر پڑھی۔

علمی دعوتی زندگی:

☆...... جولائی ۱۹۳۴ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء میں مدرس بنائے گئے اور اصلاً تفسیر و حدیث اور ادب عربی کے استاد رہے بسا اوقات تاریخ و منطق کے بھی کچھ اسباق سپرد رہے۔

☆...... ۱۹۳۹ء میں دینی و دعوتی مراکز سے واقفیت کے لئے ایک سفر کیا' جس میں شیخ عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ اور مصلح کبیر مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ سے تعارف حاصل ہوا اور پھر ان سے مستقل ربط و تعلق رہا' چنانچہ اول الذکر سے روحانی تربیت کا سلسلہ رہا اور ثانی الذکر کے طریقہ کے مطابق دعوت و تبلیغ اور معاشرہ کی اصلاح کا کام شروع کیا' چنانچہ دعوت و تربیت اور اصلاح معاشرہ کے لئے مسلسل سفر کئے اور ان اسفار کا سلسلہ (طریقہ کار میں کسی قدر اختلاف کے ساتھ) مرض الوفات ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۸/مارچ ۱۹۹۹ء تک رہا۔

☆...... انجمن تعلیمات اسلام کے نام سے ۱۹۴۳ء میں ایک انجمن قائم کی' جس میں قرآن کریم اور سنت نبویہ کے دروس کا سلسلہ جاری کیا جو بے حد مقبول ہوا' خاص طور سے تعلیم یافتہ اور ملازمت پیشہ طبقہ ان دروس میں بڑی تعداد میں حاضر ہوتا تھا۔

☆...... ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامی کے رکن ۱۹۴۸ء میں منتخب کئے گئے اور علامہ سید سلیمان ندویؒ کی تجویز ۱۹۵۱ء میں نائب معتمد تعلیم کی حیثیت سے تعیین ہوئی اور ۱۹۵۴ء میں علامہ کی وفات کے بعد بالاتفاق معتمد قرار پائے۔

☆...... ۱۹۶۱ء میں برادر بزرگ ڈاکٹر عبدالعلی حسنی صاحب کی وفات کے بعد ندوۃ العلماء کے ناظم منتخب ہوئے۔

☆...... ۱۹۵۱ء میں تحریک پیام انسانیت کی بنیاد ڈالی۔

☆...... ۱۹۵۹ء میں مجلس تحقیقات ونشریات اسلام قائم کی۔

☆...... ۱۹۶۰ء میں دینی تعلیمی کونسل ۱۹۶۴ء میں مجلس مشاورت اور ۱۹۷۲ء میں مسلم پرسنل لاء بورڈ کے قیام میں شریک رہے۔

تصنیف وتالیف:

☆...... عربی میں سب سے پہلا مقالہ سید رشید رضا مصری کے مجلہ ''المنار'' میں ۱۹۳۱ء میں شائع ہوا' جو سید احمد شہید کی تحریک سے متعلق تھا' جسے علامہ نے بعد میں الگ رسالہ کی شکل میں بھی شائع کیا' اس وقت مصنف کی عمر ۱۶ سال سے کچھ اوپر تھی۔

☆...... اردو میں سب سے پہلی تصنیف ۱۹۳۸ء میں بعنوان سیرت سید احمد شہید شائع ہوئی جو متحدہ ہندوستان کے دینی و دعوتی حلقوں میں بہت مقبول ہوئی۔ مشائخ وقت اور مصلحین کبار نے خاص طور پر نوعمر مصنف کی بہت ہمت افزائی کی۔

☆...... ۱۹۳۸ء میں علیگڑھ مسلم یونیورسٹی نے بی اے کے طلباء کے لئے اسلامیات کا نصاب مرتب کرنے کی دعوت دی اور آپ کا تیار کردہ نصاب پسند کیا گیا۔

☆...... جامعہ ملیہ دہلی کی دعوت پر ۱۹۴۲ء میں جامعہ میں ایک لکچر دیا جو بعد میں مذہب اور تمدن کے نام سے طبع ہوا۔

☆...... ۱۹۴۰ء میں مختارات من ادب العرب ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۴ء کے درمیان قصص النبیین اور القراۃ الراشدہ کے سلسلے مکمل فرمائے۔ اول الذکر دونوں کتابیں بلاد عربیہ کے مختلف تعلیمی اداروں اور عربی مراکز میں شامل نصاب ہیں۔

☆...... ۱۹۴۴ء سے ۱۹۴۷ء کے درمیان اپنی مشہور عربی کتاب ''ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین'' کی تالیف فرمائی۔ ۱۹۴۷ء کے پہلے سفر حج کے موقع پر کتاب کا عربی مسودہ ساتھ تھا (جسے علماء عرب نے بنظر استحسان دیکھا اور مصنف کی ہمت افزائی فرمائی) جب کہ اس کا اردو ترجمہ ہندوستان میں شائع ہو چکا تھا۔

☆...... ۱۹۵۶ء میں کلیۃ الشریعۃ دمشق نے استاذ زائر کی حیثیت سے مدعو کیا' اس موقع پر دیئے گئے لیکچرز بعد میں ''تاریخ دعوت وعزیمت'' جلد اول کے نام سے شائع ہوئے۔

☆...... ۱۹۵۸ء میں اپنے مرشد شیخ عبدالقادر رائے پوریؒ کے حکم پر قادیانیت ''تحلیل و تجزیہ'' لکھی۔ ۱۹۶۵ء میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش ۱۹۶۷ء میں ارکان اربعہ ۱۹۸۰ء میں دستور حیات' ۱۹۸۴ء اسلام اور اولین مسلمانوں کی دو متضاد تصویریں' ۱۹۸۸ء میں المرتضیٰ تالیف فرمائی۔ ۱۹۹۴ء تا ۱۹۹۹ء میں اپنی خودنوشت سوانح کاروان زندگی' کے سات حصے تحریر فرمائے۔

☆...... ۱۹۶۳ء مطابق ۱۳۸۳ھ میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں وزیٹنگ پروفیسر (استاد زائر) کی حیثیت سے لیکچرز دیئے جو ''منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین'' کے نام سے شائع ہوئے۔

☆...... ۱۹۶۶ء میں جامعہ ام درمان سوڈان اور ۱۹۶۷ء میں جامعۃ السید محمد بن علی السنوسی (لیبیا) کی طرف سے استاد زائر کی حیثیت سے دعوت دی گئی' مگر دونوں جگہ سفر نہ ہو سکے۔

☆...... ۱۹۶۸ء میں سعودی وزیر تعلیم کی

دعوت پر کلیۃ الشریعۃ کے نصاب ونظام کی تیاری کے لئے ریاض تشریف لے گئے اور اس موقع پر جامعۃ الریاض اور کلیۃ المعلمین (ٹیچرز ٹریننگ کالج) میں تعلیم وتربیت کے موضوع پر کئی لیکچرز ہوئے جو علمی حلقوں میں پسند کئے گئے اور آپ کی مشہور کتاب ”نحو التربیۃ اسلامیۃ الحرۃ“ کا جزو بنے۔

☆.....مولانا کی تصنیفی زبان عربی یا اردو ہے اکثر اہم کتابیں اصلاً عربی میں ہیں جن کا اردو ترجمہ ہوا ہے، جب کہ بعض کتابیں مثلاً تاریخ دعوت و عزیمت دوم تا پنجم اور کاروانِ زندگی وغیرہ اصلاً اردو میں ہیں جو عربی کے قالب میں منتقل کی گئی ہیں۔ مولانا کی اہم تصانیف عربی اور اردو دونوں زبانوں میں ہے اردو میں مولانا کی کل تصانیف اور مطبوعہ رسائل کی تعداد ۳۰۰ سے اوپر اور عربی تصانیف کی تعداد ۱۷۷ ہے۔ انگریزی میں شائع شدہ تصانیف ۷۰ سے زائد ہیں۔ متعدد اہم کتب ۱۹۶۴ء سے ۱۹۷۷ء کے درمیان اس عرصہ کی ہیں، جب مولانا گلاکوما اور موتیا بند کی وجہ سے خود پڑھنے لکھنے سے معذور تھے اور دوسروں سے اخبارات اور کتابیں پڑھوا کر سنتے تھے، مولانا کی اہم کتابوں کا ترجمہ فرانسیسی، فارسی، بنگالی، ترکی، ملیشین، گجراتی، تامل، ملیالم اور دیگر عالمی وعلاقائی زبانوں میں ہوا ہے۔

صحافت:

☆.....۱۹۳۲ء ندوۃ العلماء سے عربی میں نکلنے والے پرچے ”الضیاء“ کی ادارات میں اور ۱۹۴۰ء میں اردو پرچے ”الندوۃ“ کی ادارت میں شریک رہے اور ۱۹۴۸ء میں انجمن تعلیمات اسلام کی طرف سے اردو میں ”تعمیر“ کے نام سے ایک پرچہ نکالنا شروع کیا۔

والے پرچے ”المسلمون“ کے اداریے کی ذمہ داری آپ سے متعلق رہی، اس سلسلہ کا سب سے پہلا اداریہ بعد میں ”ردۃ ولا ابا بکر لہا“ (نیا طوفان اور اس کا مقابلہ) کے نام سے شائع ہوا، نیز استاذ محب الدین خطیب کے پرچے ”الفتح“ میں بھی بعض مقالات شائع ہوئے۔

☆.....۱۹۶۳ء میں لکھنؤ سے ”ندائے ملت“ اردو میں نکلنا شروع ہوا تو اس کی سرپرستی فرمائی اور ندوہ سے ۱۹۵۵ء سے نکلنے والے عربی پرچے ”البعث الاسلامی“ اور ۱۹۵۹ء سے نکلنے والے عربی اخبار ”الرائد“ نیز ۱۹۶۳ء سے نکلنے والے اردو پرچے ”تعمیر حیات“ تینوں کے سرپرست اعلیٰ رہے۔

اسفار:

☆.....۱۹۲۹ء میں لاہور کا سفر کیا جو دور دراز کا سب سے پہلا سفر تھا، جہاں لاہور کے علماء وخواص سے ملاقاتیں کیں اور شاعر اسلام ڈاکٹر محمد اقبال سے

مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

پتہ:
این آر ایونیو، نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک ”جی“ ”برکات حیدری“ ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

بھی ملے' جن کی نظم ''چاند'' کا عربی نثر میں ترجمہ کر چکے تھے۔

☆......۱۹۳۵ء میں دلتوں کے لیڈر ڈاکٹر امبیڈکر کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے بمبئی کا سفر کیا۔

☆......۱۹۴۷ء میں حج کا پہلا سفر کیا اور چند ماہ حجاز میں قیام رہا' یہ بیرون ملک سب سے پہلا سفر تھا' حج کا دوسرا سفر ۱۹۵۱-۱۹۵۲ء میں کیا۔

☆......۱۹۵۱ء میں مصر کا پہلا سفر کیا جبکہ مولانا کی کتاب ''ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین'' (انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا کیا اثر پڑا) مولانا سے پہلے ہی وہاں کے تمام علمی حلقوں میں پہنچ کر متعارف ہو چکی تھی' اس لئے وہ خود مولانا کے لئے تعارف کا بہترین ذریعہ ثابت ہوئی۔

☆......اسی سفر میں فلسطین بھی گئے اور بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کی زیارت کی اور رمضان کے آخری دن وہیں گزارے' واپسی میں اردن کے حکمراں شاہ عبداللہ سے ملاقات کی۔

☆......۱۹۵۶ء میں ترکی کا پہلا سفر کیا (جس کی روداد ''دو ہفتے ترکی میں'' کے عنوان سے شائع ہوئی ہے) اس موقعہ پر شام' لبنان' قلمون' طرابلس بھی جانا ہوا' اس کے بعد کئی سفر ہوئے۔

☆......۱۹۶۰ء میں برما کا سفر کیا' ۱۹۸۲ء میں بنگلہ دیش کا سفر کیا' جبکہ پاکستان کے متعدد اسفار ہوئے۔

☆......کویت کا پہلا سفر ۱۹۶۲ء میں کیا' پھر کویت اور خلیجی ممالک کے متعدد اسفار ہوئے۔

☆...... یورپ کا پہلا سفر ۱۹۶۳ء میں ہوا' جس میں جنیوا' لندن' پیرس' کیمبرج و آکسفورڈ وغیرہ جانا ہوا' اور اسپین کے اہم شہروں میں بھی' اس سفر میں بہت سے عرب اور مغربی فضلاء سے ملاقاتیں رہیں اور کئی لیکچرز ہوئے۔ اس سفر کے بعد بھی یورپ کے متعدد سفر ہوئے' بالخصوص ادھر آکسفورڈ کے اسلامک سینٹر کی وجہ سے بار بار سفر ہوتا رہا۔

☆......۱۹۷۳ء میں افغانستان' ایران' لبنان' عراق اور مراکش کے لئے رابطۃ العالم الاسلامی کے وفد کی قیادت فرمائی۔

☆......۱۹۷۶ء میں مغرب اقصیٰ کا سفر ہوا۔

☆...... ۱۹۷۷ء میں امریکا کا پہلا سفر کیا' ۱۹۹۳ء میں دوسرا سفر ہوا۔

☆......۱۹۸۵ء میں بیلجیئم کا اور ۱۹۸۷ء میں ملیشیا کا اور ۱۹۹۳ء میں تاشقند و سمرقند وغیرہ کا سفر ہوا۔

اعزازات:

☆...... حج کے دوسرے سفر ۱۹۵۱-۱۹۵۲ء کے موقع پر کلید بردار کعبہ شیخ شعبی نے دو بار مسلسل بیت اللہ شریف کا دروازہ کھول کر مولانا کو اجازت عام دی کہ مولانا جس کو چاہیں اندر بلالیں۔ چنانچہ مولانا نے اپنے شیخ حضرت عبدالقادر رائے پوریؒ سمیت متعدد لوگوں کو بیت اللہ شریف کے اندر بلایا۔

☆......۱۹۵۶ء میں دمشق کی ''مجمع اللغۃ العربیۃ'' کے مراسلاتی ممبر منتخب کئے گئے۔

☆......رابطۃ العالم اسلامی کی تاسیس و قیام کا پہلا اجلاس جو ۱۹۶۲ء میں مکہ مکرمہ میں ہوا' جس میں جلالۃ الملک سعود بن عبدالعزیز اور لیبیا کے حاکم ادریس سنوسی بھی شریک تھے' اس اجلاس میں نظامت کے فرائض مولانا نے انجام دیئے۔

☆...... جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی تاسیس و قیام کے وقت ۱۹۶۳ء سے اس کی مجلس شوریٰ کے ممبر طے پائے اور اس کا نظام بدلنے تک برابر یہ منصب برقرار رہا۔

☆......۱۹۶۳ء میں حج کے دو دن قبل حرم شریف میں مصلی شافعی کے اوپر منذنہ سے خطاب کا شرف حاصل ہوا۔

☆...... رابطۃ الجامعات الاسلامیہ (رباط' مراکش) کے ممبر ابتداء سے رہے۔

☆...... اردون کی مجمع اللغۃ العربیہ کے ۱۹۸۰ء میں رکن بنائے گئے۔

☆......۱۹۸۰ء میں اسلامی خدمات پر فیصل ایوارڈ سے نوازے گئے۔

☆...... کشمیر یونیورسٹی کی طرف سے ۱۹۸۱ء میں ادب میں پی ایچ ڈی کی اعزازی ڈگری سے نوازے گئے۔

☆...... آکسفورڈ اسلامک سینٹر کے ۱۹۸۳ء میں (اس کے قیام کے وقت سے) صدر بنائے گئے۔

☆...... ۱۹۸۴ء میں رابطۃ الادب الاسلامی العالمیۃ کے قیام کے ساتھ اس کے صدر قرار پائے۔

☆......۱۹۸۵ء میں مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر منتخب ہوئے اور تاحیات صدر رہے۔

☆...... ۱۹۹۶ء میں مولانا کی دعوتی و ادبی خدمات پر ترکی میں عالمی رابطہ ادب الاسلامی کی کانفرنس کے موقع پر ایک سیمینار ہوا۔

☆...... ۸/شعبان ۱۴۱۷ھ مطابق دسمبر ۱۹۹۶ء میں کلید بردار کعبہ شعبی خاندان کے موجودہ جانشین نے بیت اللہ شریف سے منسلک سیڑھی پر بلا کر کلید کعبہ در کعبہ پر رکھ کر دروازہ کھولنے کا اعزاز عطا کیا' اور بیت اللہ شریف کے اندر امیر مشعل بن محمد بن سعود آل سعود کی فرمائش پر دعا فرمائی' جس میں رابطہ عالم اسلامی کے تمام اراکین اور ذمہ داران شریک رہے۔

باقی صفحہ ۱۳ پر

مرزا محمود احمد

مرزا غلام احمد قادیانی کا عیاش بیٹا

مرزا غلام احمد قادیانی نے محدث' مجدد' امام مہدی' نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر ایسا بیہودہ اور شرمناک الزام لگایا' جسے پڑھ کر نہ صرف سر شرم سے جھک جاتا ہے' بلکہ عقل انسانی بھی ایسی گندی ذہنیت رکھنے والے شخص کے دعوؤں پر مفلوج ہوکر رہ جاتی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب کشتی نوح میں لکھتے ہیں:

''مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں مجھے عیسیٰ بنایا گیا' پس اسی طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔'' (کشتی نوح مندرجہ روحانی خزائن ج:۱۹' ص:۵۰ از مرزا قادیانی)

انہی کا ایک صحبت یافتہ قاضی یار محمد اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا' سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔'' (اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر۳۴ از قاضی یار محمد قادیانی)

شیطان نے ایک انتہائی بارعب' وجیہہ اور طاقتور پہلوان نما شخصیت کے روپ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو ورغلا کر پٹایا اور قادیان کے کھنڈرات میں لے جا کر اپنی رجولیت کی طاقت کا اظہار کیا اور یوں جب ان کے مفعولی جذبات کی تسکین ہوگئی تو روغنی عادات کے حامل مرزا غلام احمد قادیانی نے اسے اللہ تعالیٰ سے منسوب کردیا ہو' جب سے یہ کائنات تخلیق ہوئی ہے' گھٹیا سے گھٹیا ذہنیت رکھنے والے کسی بھی شخص نے اللہ تعالیٰ کی پاک ہستی پر ایسا کفریہ الزام نہیں لگایا۔ یہ ذلت بھی مرزا غلام احمد قادیانی کو ہی نصیب ہوئی' جس کا انعام اسے دنیا میں اس صورت میں ملا کہ آخری

افتخار احمد' جرمنی

سانس اپنی ہی نجاست کے ڈھیر پر نکلیں۔ (بحوالہ سیرت المہدی از مرزا بشیر احمد ولد مرزا غلام احمد قادیانی اور حیات طیبہ از مربی شیخ عبدالقادر سابق سوداگرمل)

ان کے آنجہانی ہونے کے بعد پہلے گدی نشین حکیم نورالدین جن کو قادیانی جماعت خلیفہ اوّل کے نام سے پکارتی ہے اور جن کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی خود اور پھر ان کے بیٹے یہ روایت کرتے ہیں کہ وہ انتہائی گندے شخص تھے جو مدتوں نہیں نہاتے تھے' ایسے بدبودار قادیانی خلیفے گھوڑے پر سوار کہیں جارہے تھے کہ بحکم الٰہی گھوڑا جو کہ ایک وفادار جانور ہے بدک اٹھا' خلیفہ جی کا پاؤں رکاب میں پھنس گیا' گھوڑا سرپٹ بھاگتا رہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ڈاکا ڈالنے والی جماعت کے خلیفہ کی ہڈیاں چٹخاتا رہا' گھوڑا جب رکا تو قدرت اپنا حساب پورا کرچکی تھی' زخموں نے گنگیر کی صورت اختیار کرلی اور بستر مرگ پر ایڑھیاں رگڑتے رگڑتے عذاب الٰہی دنیا ہی میں جھیلتے ہوئے ملک عدم سدھار گئے۔

اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کا عیاش بیٹا مرزا محمود احمد جسے قادیانی جماعت فضل عمر اور خلیفہ ثانی کے نام سے جانتی ہے' عین عالم شباب میں جماعتی خلیفہ بنا تو اس جنسی بھیڑیئے نے قادیان اور بعد میں چناب نگر (ربوہ) آکر ایسی ایسی گھناؤنی حرکتیں کیں کہ شرم بھی شرما گئی' ان کی رہائش گاہ جسے قصر خلافت کا نام دیا گیا تھا' قصرِ خباثت کہلوائی' وہ تمام لوگ جوان واقعات کے عینی شاہد ہیں بتاتے ہیں کہ قصرِ خلافت میں صرف عقیدتوں کا خراج ہی بھینٹ نہیں چڑھا بلکہ مختلف حیلے اور بہانوں سے یہاں عصمتیں بھی لٹتی رہیں' اس مقدس عیاش نے شکار گرفت میں لانے کی خاطر نہایت دلکش پھندے لگا رکھے تھے' اسے معصوم لڑکیوں کے کپڑے اتارنے کا ایسا سلیقہ آتا تھا کہ اس کے عشرت کدے (قصر خلافت) میں زیارت کو جانے والی بہت ساری عورتیں اپنا شباب لٹا کر اور عزت گنوا کر آئیں۔ عورتیں تو ایک طرف اس ظالم نے مرد اور نوجوان بھی نہیں چھوڑے' خدائے برتر ایسے انسان کو کبھی معاف نہیں کرتے' جنہوں نے مذہب کی آڑ میں

عصمتوں پر ڈاکے ڈالے ہوں' اس نام نہاد خلیفہ کی بدکرداریوں پر جماعت کے اپنے ہی لوگوں کے تبصرے' اعداد و شمار' شواہدات' حلفی بیانات' مباہلے' قسمیں اور حکومت کو درخواستیں ایسی ہیں کہ انسان اس ''فضل عمر'' کو صدی کا سب سے بڑا بدکردار سمجھنے میں ذرا بھی تامل نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب بھی اس پر اس کے گناہوں کے مطابق نازل ہوا اور زندگی کے آخری بارہ سال میں بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑتے رگڑتے مثال عبرت بن گئے۔ انہیں آخری ایام میں دیکھنے والے کہتے ہیں کہ ان کی شکل وصورت کسی جنونی پاگل جیسی تھی' فالج کی وجہ سے سر ہلاتے' بکری کی طرح ممناتے' سر کے بال جو کہ نہ ہونے کے برابر تھے اور داڑھی کو نوچتے' بستر پر کی گئی اپنی ہی نجاست سے ہاتھ منہ بھر لیا کرتے تھے' ان کے اپنے ہی ایک بیان پر کہ جماعت میں اٹھانوے فیصد منافق شامل ہیں' اس پر جماعت کو ان کے پاگل ہونے کی افواہ اڑانی پڑی' ایک لمبا عرصہ اذیت اٹھانے کے بعد جب دنیا سے اٹھے تو لمبا عرصہ ایک ہی حالت میں لیٹنے کی وجہ سے لاش اکڑ کر مرغے کا چرغہ بن چکی تھی' ٹانگوں کو رسیوں سے باندھ کر بمشکل سیدھا کیا گیا اور چہرے پر گھنٹوں ماہرین سے خصوصی میک اپ کروا کر مرکری بلبوں کی تیز روشنیوں میں لاش کو اس طرح رکھا گیا کہ چہرے پر مصنوعی نور نظر آئے (اللہ تعالیٰ ایسے انجام اور ایسے قادیانی نور سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ آمین) تدفین کے بعد عزیز و اقارب اور پوری جماعت نے سکھ کا سانس لیا۔

موروثی وراثت اور چندوں کے نام پر لوٹنے کا سلسلہ جاری رکھنے کی خاطر انہی کے بڑے بیٹے مرزا ناصر احمد تیسری گدی نشین ہوئے۔ ظالم' بے رحم اور مسکراہٹ سے عاری سپاٹ چہرے والے یہ قادیانی حضور بہت بڑے کبوتر باز اور گھڑ دوڑ کے رسیا تھے' ان کے اس شہنشاہی شوق نے ربوہ میں ایک غریب شخص کی دوران گھڑ دوڑ جان بھی لے لی۔ جماعتی خلیفہ بننے کے بعد ان کے سینکڑوں کبوتروں کو ٹی آئی کالج جہاں کہ وہ پرنسپل ہوا کرتے تھے سے قصر خلافت منتقل کرنے کا معاملہ کافی دنوں تک ایک دلچسپ مسئلہ بنا رہا' جماعتی اکابرین اس شوق کو خلیفہ کی شان کے خلاف سمجھتے تھے جبکہ مرزا ناصر احمد اپنے کبوتروں سے جدا نہیں ہونا چاہتے تھے۔ ربوہ ہی کے مولوی تقی نے اس پر بڑا دلچسپ تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ مغل کوئی بازی ترک کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔ اٹھہتر سال کی عمر میں فاطمہ جناح میڈیکل کالج کی اٹھائیس سالہ ایک ایسی طالبہ کو یہ کہتے ہوئے اپنے عقد میں لے لیا کہ: آج دولہا اپنا نکاح خود ہی پڑھائے گا' جس پر ان کے اپنے صاحبزادے مرزا لقمان نے ڈورے ڈال رکھے تھے' نتیجتاً دونوں باپ بیٹوں میں باقاعدہ ایک مخاصمت کا آغاز ہوگیا' چڑھتی دھوپ اور ڈھلتی چھاؤں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی دوڑ تھی جو تجربے نے جیتی۔ لال لگام والے بوڑھے عاشق نے اپنے از کار رفتہ اعضاء میں جوانی کی امنگیں بھرنے کے لئے خلیفہ نورالدین جو کہ حکیم بھی تھے کہ بنائے گئے نسخے ''زد جام عشق'' کے علاوہ دوسرے حکماء کے کشتوں کا استعمال شروع کیا جو راس نہ آیا اور جسم پھول کر کپا ہوگیا اور آناً فاناً اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آکر کشتوں ہی کی آگ میں جھلس کر ملک عدم سدھار گئے۔

منہ میں پان' ہاتھ میں چھڑی' لیڈیز سائیکل پر گھومنے والے مرزا طاہر احمد جب جماعت کے چوتھے گدی نشین ہوئے تو ان کے بڑے سوتیلے بھائی مرزا رفیع احمد اسے اپنا حق سمجھتے ہوئے سراپا احتجاج بن کر اپنے حواریوں سمیت سڑکوں پر آگئے۔ جنہیں قوت بازو سے اپنے گھروں میں دھکیل دیا گیا۔ مرزا طاہر احمد جو اپنے گدی نشین ہونے کی سودے بازی اپنی بیٹی کا رشتہ مرزا ناصر احمد کے آوارہ اور عیاش بیٹے مرزا لقمان کو بہت پہلے دے کر کر چکے تھے' اپنے ہدف پر آسانی سے پہنچ گئے۔ فرعونی عادات کے مالک مرزا طاہر احمد کی کسی کی بھی بات نہ ماننے کی شروع ہی کی عادت نے نہ صرف خود بلکہ پوری جماعت کو بھی دنیا بھر میں ذلیل کیا۔ زبان درازی ہی کی وجہ سے ملک بدر ہوئے۔ ان کے دور میں کسی بھی شخص کی عزت محفوظ نہیں تھی' وہ جب چاہتے اور جہاں چاہتے پل بھر میں سامنے والے کو ذلیل و خوار کر دیتے' انہوں نے ایک شاہی فرمان بھی جاری کیا تھا کہ کوئی بھی شخص بات کرتے وقت ان کی طرف نہیں دیکھے گا بلکہ نظریں جھکا کر بات کرے گا' درجنوں بوڑھے قادیانی جن میں جماعت کے مربی اور امراء بھی تھے' ان کے ظالمانہ فیصلوں کی تاب نہ لا کر دنیا ہی سے چل بسے' دوسروں کی بیٹیوں کو سدا سکھی رہنے کی دعائیں دینا والا یہ شخص دس لاکھ کا حق مہر رکھوانے کے باوجود بھی اپنی بیٹی کو طلاق سے نہ بچا سکا۔ ان کی فرعونیت کی داستانیں بکھری پڑی ہیں' جن سے ایک تاریخ لکھی جاسکتی ہے۔ ہومیوپیتھک کے ڈاکٹر کہلوانے کے شوقین تھے اور ان کا یہی شوق کئی معصوموں کی جان لے بیٹھا' آخری چند سالوں میں جھوٹ اس دیدہ دلیری سے بولا کہ گناہ لکھنے والے فرشتے بھی الامان والحفیظ کہتے ہوئے بھاگ گئے' جھوٹ کی انتہا پر پہنچتے ہوئے ایک روز بیس کروڑ احمدیوں کی جماعت ہونے کا دعویٰ داغنے کے ساتھ لعنت اللہ علی الکاذبین کا ورد کر بیٹھے۔ خدا تعالیٰ نے اپنا فیصلہ سنایا اور اس جھوٹے گدی نشین کی ایسی درگت بنی جسے دیکھ کر پوری قادیانی جماعت خوف سے کانپ اٹھے' قدرت خدا کی کہ اس عبرتناک انجام کو قادیانی ٹی وی رضائے الٰہی سے خود ہی

دنیا بھر میں براہ راست دکھاتا رہا‘ امامت کے دوران عجیب وغریب حرکات کرتے رہے‘ کبھی باوضو اور کبھی بے وضو ہی نمازیں پڑھاتے رہے‘ رکوع کی جگہ سجدہ اور سجدے کی جگہ قیام اور کبھی دوران نماز ہی یہ کہتے ہوئے گھر کو چل دیئے کہ ٹھہرو ابھی وضو کر کے آتا ہوں۔ غرض کہ اپنے پیشرووں کی طرح گرتے پڑتے اٹھتے بیٹھے لیٹتے‘ روتے‘ ہنستے اور نمراتے ہوئے جان نکلی۔

اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر بھی کم نہ ہوا اور جب میت دور دراز سے آئے ہوئے پرستاروں کے دیدار کے لئے رکھی گئی تو چہرہ سیاہ ہونے کے ساتھ لاش سے اچانک تعفن اٹھا اور پھر پوری دنیا نے براہ راست قادیانی ٹی وی پر اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ فوراً پرستاروں کو کمرے سے باہر نکال کر لاش بند کر کے تدفین کے لئے روانہ کردی گئی۔ بقول ایک قادیانی شاعر: ”ہے حال یہی ہوتا آیا فرعونوں کا ہامانوں کا“

نوٹ: اگر کسی شخص کو مضمون ہذا سے تکلیف پہنچی ہو تو معذرت خواہ ہوں لکھنے کا مقصد کسی کی توہین کرنا ہرگز نہیں‘ ہمارا ایمان ہے کہ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ جب چاہے اور جیسے چاہے بندے کو اپنے پاس بلاتا ہے‘ مگر چونکہ قادیانی جماعت عقیدۂ ختم نبوت پر مضبوطی سے قائم رہنے اور اس کی حفاظت کرنے والوں اور حق کو پہچان کر انہیں چھوڑ کر چلے جانے والوں کی عبرتناک موت کی پیشگوئیاں اور من گھڑت کہانیاں دنیا کے سامنے پیش کرتی رہتی ہے‘ اس لئے انہیں آئینہ خرافات دکھایا جارہا ہے تاکہ وہ دیکھ سکیں کہ دوسروں پر لعنتیں بھیجنے‘ بدعائیں کرنے اور دنیا ہی میں ذلیل وخوار ہونے کی پیشگوئیاں کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے کیا کیا پھٹکاریں ڈال کر انہیں انجام عبرت تک پہنچایا۔

☆☆............☆☆

ریاکار کے چار نام:

کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت میں نجات کس کام کی وجہ سے ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ دھوکا نہ کرو‘ عرض کیا: اللہ کے ساتھ دھوکا کرنے کا کیا مطلب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: اللہ کے حکم پر عمل‘ صرف اللہ کے لئے کرو غیر اللہ کے نہیں‘ اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے عمل کرنا ہی اللہ کے ساتھ دھوکا کرنا ہے‘ ریا سے بچو کیونکہ ریا شرک ہے‘ ریا کار کو قیامت میں چار ناموں سے پکارا جائے گا؟ ① یا کافر‘ ② یا فاجر‘ ③ یا غادر (یعنی دھوکا باز)‘ ④ یا خاسر۔ تیرا عمل ضائع ہوگیا‘ تیرا اجر باطل ہوگیا‘ آج تیرا کوئی حصہ نہیں اور دھوکا باز اپنے عمل کا بدلہ اسی سے لے جس کے لئے تو نے عمل کیا تھا۔ اس حدیث کے راوی (صحابی رضی اللہ عنہ) نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ یہ بات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنی ہے۔

(تنبیہ الغافلین از ابولیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ)

HB ®
TRUSTABLE MARK
Hameed ® BROS JEWELLERS
3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

دوسری قسط

حدود قوانین......ایک علمی وقانونی جائزہ

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

قانون نافذ کرنے والے اداروں کا منفی کردار:

حدِ زنا آرڈی نینس کی دفعہ ۲۰ کے تحت تعزیرات ہند ۱۸۹۸ء کا ان آرڈی نینسوں پر بھی اطلاق ہوتا ہے جس کی وجہ سے حدود مقدمات کے اندراج، تفتیش اور سماعت کے لئے کوئی نیا یا مختلف طریقہ کار وضع نہیں کیا گیا ہے۔ اختیارات کے غلط استعمال کا اسی طرح موقع مل جاتا ہے جس طرح کہ عام مقدمات میں ہوتا ہے۔ نتیجتاً پولیس کی طرف سے ظلم، جبر اور ناانصافی یہاں بھی ایک عام آدمی کا مقدر ٹھہرتے ہیں، جن کو بعد میں جواز بنا کر حدود قوانین کو ہدفِ تنقید بنایا جاتا ہے۔

تفتیش کا طریقہ کار:

لوگوں کے گھروں پر چھاپے مارنا، عام راہ گیروں سے نکاح نامہ طلب کرنا اور محض شک کی بنیاد پر کسی فرد خاص طور پر عورتوں کو زیر حراست لے لینا اور انہیں مجرم گردانا وغیرہ اس ضمن میں روزمرہ کی مثالیں ہیں، جن کی شریعت میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۷۳ کے تحت کسی بھی زیر حراست آدمی سے تفتیش کا مرحلہ ۱۵ دنوں کے اندر مکمل ہو جانا چاہئے لیکن سب کو معلوم ہے کہ عملاً ایسا نہیں ہوتا اور یہ سلسلہ کئی ماہ بلکہ سالہا سال چلتا رہتا ہے۔ عدالتوں میں چالان بروقت جمع نہیں کروائے جاتے، پولیس جن گواہوں کو عدالت میں پیش کرتی ہے انہیں اس سارے عمل سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی اور کئی صورتوں میں وہ عدالتی سمن کی پروانہ کرتے ہوئے حاضر ہی نہیں ہوتے، چنانچہ ان وجوہات کی بنا پر بھی حد کے مقدمات کے فیصلوں میں تاخیر ہوتی ہے، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ پولیس کے موجودہ نظام کو بہتر کیا جائے تاکہ اس نوعیت کے مسائل سامنے نہ آئیں۔

تعزیرات پاکستان اور وفاقی شرعی عدالت:

اس کے ساتھ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ صرف حدود قوانین ہی نہیں بلکہ ملک کے پورے نظام کو بااثر اور طاقتور طبقات کے مفادات کے تحفظ کے لئے کھلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ قوانین کا استعمال کمزوروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے نہیں بلکہ انہیں مزید پریشان اور زیردست رکھنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اس لئے حدود قوانین کے خاتمے کا مطالبہ کرنے کی بجائے ان پر ان کی روح کے مطابق عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

ایک اہم بات یہ ہے کہ بدقسمتی سے تعزیرات پاکستان کو وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ کار سے باہر رکھا گیا ہے، جس کی وجہ سے وہ ان میں پائی جانے والی خامیوں کے تدارک کے لئے کوئی تجویز نہیں دے سکتی۔ اس لئے کہنا یہ چاہئے کہ حدود قوانین نہیں بلکہ تعزیرات پاکستان ناکام ہو چکی ہیں جن میں اصلاح کی فوری ضرورت ہے۔

زنا بالجبر کی شکار خواتین کے ساتھ ظلم:

حدود آرڈی نینس سے پہلے زنا بالجبر تو تعزیرات پاکستان کے تحت ایک جرم تھا، لیکن اگر دو مرد وعورت باہمی رضامندی سے بدکاری کا ارتکاب کریں جسے زنا بالرضا کہا جاتا ہے تو یہ کوئی جرم نہیں تھا، اور یہ ستم ظریفی چلی آتی تھی کہ ہمارے ملک میں بیوی کی اجازت کے بغیر کسی اور عورت سے شادی کرنا تو قانوناً جرم تھا لیکن کسی اور عورت سے زنا کرنا جرم نہیں تھا، بشرطیکہ وہ عورت رضا مند ہو، حدود آرڈی نینس نے پہلی بار ''زنا بالرضا'' کو قانونی جرم قرار دیا، اب جو حضرات پرانے اینگلو سیکسن قانون کو بحال رکھنا مناسب سمجھتے تھے یعنی ''زنا بالرضا'' کو قانونی جرم قرار نہیں دینا چاہتے تھے ان کے لئے کھلے بندوں یہ کہنا تو اس ملک میں مشکل تھا کہ رضامندی سے زنا کرنے کی اجازت ہونی چاہئے، لیکن انہوں نے اس مطالبے کو عورت کے ساتھ ناانصافی کے خاتمے کا عنوان دے کر اعتراض کیا کہ جب سے حدود آرڈی نینس نافذ ہوا ہے، اس وقت سے جو عورتیں زنا بالجبر کی شکار ہوئی ہیں، وہ اس خوف سے رپورٹ درج نہیں کراتیں کہ اگر وہ زنا بالجبر کی شکایت لے کر جائیں گی تو انہیں ''زنا بالرضا'' کے جرم میں دھر لیا جائے گا، چنانچہ دعویٰ یہ کیا گیا کہ بہت سی ایسی خواتین جو مردوں کی طرف سے زیادتی کا شکار ہوتی تھیں، زنا بالرضا کے مقدمے میں ماخوذ ہو کر جیلوں میں پڑی ہیں، جن کا کوئی پرسان حال نہیں جبکہ جن مردوں نے ان سے زیادتی کی، وہ آزاد پھر رہے ہیں۔

یہ بات اس کثرت سے کہی گئی ہے کہ غیر جانبدار حضرات بھی اس معاملے میں شکوک وشبہات کا شکار ہوگئے ہیں اور اس کے خلاف کوئی بات کہی جائے تو وہ انہیں اچنبھی معلوم ہوتی ہے' حالانکہ حقیقت حال اس کے بالکل برعکس ہے' میں سترہ سال حدود آرڈی نینس کے مقدمات کی سماعت کرتا رہا ہوں پہلے فیڈرل شریعت کورٹ میں اور اس کے بعد سپریم کورٹ کی شریعت اپیلٹ بینچ میں' اس طویل عرصے میں مجھے کوئی ایسا کیس یاد نہیں ہے جس میں کوئی عورت زنا بالجبر کی شکایت لے کر آئی ہو اور مرد کو چھوڑ کر خود اسے زنا بالرضا میں سزا دے دی گئی ہو۔

ایک مقدمہ جس کو اس معاملے میں بہت شہرت حاصل ہوئی' صفیہ بی بی کا مقدمہ تھا' یہ ایک ۲۱ سالہ غیر شادی شدہ لڑکی تھی (جسے بعض اخبارات میں غلط طور پر ۱۳ سالہ لکھا گیا تھا) اسے نو ماہ کا حمل ظاہر ہوگیا تھا' خود اس کے باپ نے آ کر اس کے خلاف رپورٹ درج کرائی کہ اس نے زنا کا ارتکاب کیا ہے' جب لڑکی کو گرفتار کیا گیا تو اس نے اس وقت اپنے دفاع میں یہ کہا کہ میرے ساتھ فلاں شخص نے زبردستی زنا کیا تھا' لیکن وہ اپنا یہ دعویٰ ثابت نہ کر سکی' اس لئے ٹرائل کورٹ نے اسے زنا بالرضا کے جرم میں تین سال کی سزا دے دی' مگر مقدمہ فوراً فیڈرل شریعت کورٹ کے سامنے اپیل میں چلا گیا اور فیڈرل شریعت کورٹ نے یہ موقف اختیار کیا کہ جب عورت زنا بالجبر کا دعویٰ کر رہی ہو تو صرف حمل ظاہر ہونے کی بنا پر اسے زنا کی سزا نہیں دی جاسکتی' چنانچہ فیڈرل شریعت کورٹ نے اسے بری کر کے اس کی سزا منسوخ کر دی۔

یہ تھا وہ مقدمہ جس کی بنیاد پر یہ کہا گیا کہ زنا بالرضا کو جرم قرار دینے سے زنا بالجبر کا شکار ہونے والی عورتیں بے گناہ پکڑی جارہی ہیں۔ آپ ذرا تصور فرمائیں کہ اس مقدمے میں لڑکی نے زنا بالجبر کی رپورٹ درج نہیں کرائی تھی بلکہ خود لڑکی کا باپ اس کے خلاف زنا کی شکایت لے کر آیا تھا' ایک باپ کا اپنی بیٹی کے خلاف زنا کاری کی رپورٹ درج کرانا ہمارے معاشرے میں کوئی معمولی بات نہیں ہے' البتہ جب لڑکی پر مقدمہ چلا تو اس وقت اس نے اپنا دفاع یہ کہہ کر کیا کہ میرے ساتھ زبردستی ہوئی تھی اور بالآخر اسی بنا پر فیڈرل شریعت کورٹ نے اسے رہا بھی کر دیا۔

عدالتی تجربات:

ہوسکتا ہے کہ اس قسم کے کچھ واقعات اور بھی ہوئے ہوں جو میرے علم میں نہ آئے ہوں' لیکن سترہ اٹھارہ سال تک میں نے اغوا اور زنا کے جو سینکڑوں مقدمات سنے ہیں' ان میں کم از کم نوے فیصد کیس ایسے تھے جن میں سزا ہمیشہ مرد کو ہوئی اور عورت سزا سے بچ گئی' حالانکہ حالات وواقعات مقدمہ سے ظاہر ہوتا تھا کہ لڑکی اپنی مرضی سے اپنے کسی آشنا (Paramour) کے ساتھ فرار ہوئی اور جب تک اس کے پاس رہی' یہی بیان دیتی رہی کہ میں اپنی مرضی سے اس کے ساتھ آئی ہوں اور اپنی مرضی سے اس سے نکاح کیا ہے' لیکن جب کسی طرح ماں باپ اسے برآمد کر لیتے تو وہ یہ رپورٹ درج کراتی کہ مجھے زبردستی اغوا کر کے زنا بالجبر کا ارتکاب کیا گیا' جس مرد کے خلاف رپورٹ درج ہوتی وہ دفاع میں یہ کہتا کہ لڑکی میرے ساتھ اپنی مرضی سے گئی تھی اور مجھ سے نکاح کیا تھا' لیکن چونکہ وہ نکاح کا کافی ثبوت پیش نہیں کر پاتا' اس لئے اسے تو تعزیری سزا ہوجاتی' لیکن لڑکی شک کا فائدہ حاصل کر کے چھوٹ جاتی۔

میرے علاوہ یہ مقدمات جو دوسرے جج صاحبان سنتے رہے ہیں اور جن سے میری گفتگو ہوئی میں نے ان سب کا تاثر یہی پایا' یہاں تک کہ کئی جج صاحبان نے حدود آرڈی نینس کے بارے میں یہ تبصرہ کیا کہ اس میں (Elopement) کو جرم قرار نہیں دیا گیا' اس لئے یہ از خود فرار ہونے والی لڑکیوں کے حق میں ضرورت سے زیادہ نرم ہے' جس کے نتیجے میں عموماً سزائیں مرد ہی کو ہوتی ہیں اور عورت بچ نکلتی ہے۔

چارلس کینیڈی کی تحقیق:

یہ تو میرا اور میرے ساتھ کام کرنے والے متعدد جج صاحبان کا ذاتی تجربہ تھا' اب میں آپ کو ایک غیر جانبدار' غیر پاکستانی اور غیر مسلم کا تبصرہ سناؤں جو ان مقدمات پر باقاعدہ ریسرچ کرنے کے بعد اسی نتیجہ پر پہنچا ہے' یہ ایک امریکی اسکالر چارلس کینیڈی ہے' اس نے حدود آرڈی نینس کے بارے میں شور سنا کہ اس کے نتیجے میں خواتین ظلم کا شکار ہو رہی ہیں تو وہ ان مقدمات کا سروے کرنے کے لئے پاکستان آیا' اس نے حدود آرڈی نینس کے تحت ہونے والے مقدمات کا جائزہ لیا' اعداد وشمار جمع کئے اور بالآخر اپنی تحقیق کے نتائج ایک رپورٹ میں پیش کئے' اس رپورٹ میں جو حقیقت بیان کی ہے' وہ اس بات کے بالکل برعکس ہے جو حدود آرڈی نینس کے ناقدین بیان کرتے ہیں اور اس بات کے عین مطابق ہے جو میں نے اپنے تجربے کی روشنی میں بیان کی ہے' وہ اپنی رپورٹ میں لکھتا ہے:

"Women fearing conviction under section 10(2) frequently bring charges of rape under 10(3) against their alleged partners. The FSC finding no circumstantial evidence to support the latter charge, convict the male accused under

section 10(2)..... the women is exonerated of any wrong doing due to 'reasonable doubt' rule." (Charles kennedy: The status of Woman in Pakistan P.74)

ترجمہ: ”جن عورتوں کو دفعہ ۱۰ (۲) کے تحت (زنا بالرضا کے جرم میں) سزایاب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے‘ وہ اپنے مبینہ شریک جرم کے خلاف دفعہ ۱۰ (۳) کے تحت (زنا بالجبر کا) الزام لے کر آجاتی ہیں‘ فیڈرل شریعت کورٹ کو چونکہ کوئی قرینہ ایسا نہیں ملتا جو زنا بالجبر کے الزام کو ثابت کرسکے اس لئے وہ مرد ملزم کو دفعہ ۱۰ (۲) کے تحت (زنا بالرضا کی) سزا دے دیتا ہے...... اور عورت ”شک کے فائدے“ والے قاعدے کی بنا پر اپنی ہر غلط کاری کی سزا سے چھوٹ جاتی ہے۔“ (پاکستان میں خواتین کی حالت از چارلس کینیڈی صفحہ ۷۴)

ان صاحب یعنی چارلس کینیڈی نے پاکستان میں رہ کر اور پانچ سال میں حدود کے جو مقدمات ہوئے‘ ان کا مفصل سروے کرکے یہ رپورٹ مرتب کی ہے‘ جسے انہوں نے ایک تحقیقی مقالے (Thesis) کی شکل میں یہاں اسلام آباد میں انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی میں بھی پیش کیا اور واشنگٹن اور نیویارک کے اسٹڈی سرکلز میں بھی‘ انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز نے اسے پاکستان میں شائع کیا۔

یہ صاحب اپنے سروے کے ذریعے اسی نتیجے تک پہنچے ہیں جو میں نے اپنے تجربے کی روشنی میں عرض کیا تھا۔

مظلوم خواتین کا قذف میں ماخوذ ہونا:

دوسرا اعتراض حدود آرڈی نینس پر یہ کیا گیا ہے کہ جو عورت زنا بالجبر کا شکار ہوئی ہو‘ اس سے یہ قانون مطالبہ کرتا ہے کہ ملزم کے خلاف چار گواہ پیش کرے اور چونکہ وہ چار گواہ پیش نہیں کرسکتی‘ اس لئے اسے قذف (یعنی ملزم کے خلاف زنا کی جھوٹی تہمت) کے جرم میں پکڑا جاسکتا ہے۔

یہ اعتراض بھی حدود آرڈی نینس کو صحیح طور پر نہ پڑھنے کا نتیجہ ہے‘ واقعہ یہ ہے کہ حدود آرڈی نینس میں نہ اس قسم کی کسی صورت حال کا امکان ہے اور نہ آج تک ایسا کوئی کیس ہوا ہے۔ قذف آرڈی نینس میں یہ صراحت موجود ہے کہ جو عورت زنا بالجبر کا الزام لگانے کے لئے کسی قانونی اتھارٹی کے پاس جائے‘ وہ اگر اپنا الزام ثابت نہ کرسکے‘ تب بھی اسے قذف کی سزا نہیں ہوسکتی‘ کیونکہ قذف آرڈی نینس کی دفعہ ۳ کے دوسرے استثناء کے الفاظ یہ ہیں:

"It is not 'Qazf to refer in good faith an accusation of 'Zina' against any person any of those who have lawful authority over the person...."

ترجمہ: ”یہ بات قذف نہیں ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے خلاف نیک نیتی سے زنا کا الزام کسی ایسے شخص تک پہنچائے جو اس دوسرے شخص پر قانونی اتھارٹی رکھتا ہو“

البتہ اس عبارت میں تین استثناء بھی رکھے گئے ہیں‘ جن میں سے ایک کی رُو سے ”زنا بالجبر“ کی درخواست لانے والی خاتون کو صرف اس وقت قذف کی سزا ہوسکتی ہے‘ جب عدالت پر یہ بات ثابت ہوجائے کہ اس نے جھوٹا الزام عائد کیا ہے‘ صرف اس بنا پر سزا نہیں ہوگی کہ وہ اپنا الزام ثابت نہیں کرسکی۔

مطلقہ خواتین کو دوسری شادی کرنے پر سزا:

ایک اور اعتراض جو حدود آرڈی نینس کے خلاف کافی شد و مد سے عائد کیا گیا‘ یہ ہے کہ مطلقہ عورتیں جب عدت گزار کر کسی دوسرے شخص سے نکاح کرتی ہیں تو ان کے سابق شوہر ان کے خلاف حدود آرڈی نینس کی دفعہ ۱۰ (۲) کے تحت زنا کا مقدمہ درج کرادیتے ہیں اور ان کو سزا بھی ہوجاتی ہے۔

اس معاملے کی حقیقت یہ ہے کہ شروع کے سالوں میں ایسے متعدد کیس ہوئے ہیں‘ جن میں عورتوں کو واقعتاً مشکلات کا سامنا کرنا پڑا‘ لیکن ان کی وجہ حدود آرڈی نینس کا کوئی نقص نہیں تھا بلکہ اس کی اصل وجہ مسلم فیملی لاز آرڈی نینس کی ایک خلاف شرع دفعہ تھی‘ مسلم فیملی لارز آرڈی نینس کے تحت اگر کسی مرد نے بیوی کو طلاق دی ہو تو جب تک اس طلاق کا نوٹس یونین کونسل کے چیئرمین کو نہ بھیجا جائے‘ اس وقت تک وہ طلاق قانوناً موثر نہیں ہوتی‘ یعنی قانوناً وہ عورت طلاق دینے والے شوہر ہی کی بیوی سمجھی جاتی ہے‘ شرعی اعتبار سے طلاق کے موثر ہونے کے لئے کسی سرکاری اتھارٹی کو نوٹس بھیجنا کوئی ضروری نہیں‘ لہٰذا اگر ایسا نوٹس نہ بھیجا گیا ہو تب بھی بیوی شوہر کے نکاح سے نکل جاتی ہے اور عدت گزارنے کے بعد وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔

مسلم فیملی لاز آرڈی نینس:

لیکن مسلم فیملی لاز آرڈی نینس نے جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ خواتین کے تحفظ کے لئے بنایا گیا تھا‘ عورت کو پابند کیا ہوا ہے کہ جب تک اس کے سابق شوہر کی طرف سے طلاق کا نوٹس نہیں بھیجا جائے گا‘ اس وقت تک وہ اسی شوہر کی بیوی سمجھی جائے گی اور دوسرا نکاح نہیں کرسکے گی۔ اس طرح فیملی لاز آرڈی نینس نے مرد کے ہاتھ میں یہ ہتھیار دے دیا ہے کہ وہ طلاق دینے کے باوجود اس کا نوٹس چیئرمین یونین کونسل کو نہ بھیجے اور اگر عورت عدت کے

بعد دوسری شادی کرے تو اس کے خلاف پرچہ کرادے کہ اس نے میری بیوی ہونے کے باوجود دوسری شادی کی ہے' جو زنا کے مترادف ہے' چنانچہ کئی مقدمات میں طلاق دینے والے شوہروں نے مطلقہ سے دشمنی نکالنے کے لئے ایسے پرچے کرائے' لیکن اس میں قصور حدود آرڈی نینس کا نہیں بلکہ مسلم فیملی لاز آرڈی نینس کا تھا جس نے مطلقہ کو مطلقہ ماننے سے انکار کیا' اگر بالفرض حدود آرڈی نینس درمیان میں نہ ہوتا تب بھی تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۴۹۴ موجود تھی' جس میں پہلے نکاح کی موجودگی میں دوسرا نکاح کرنے کو جرم قرار دے کر اس کی سزا سات سال قید مقرر کی گئی ہے' جب حدود آرڈی نینس موجود نہ تھا' تب بھی ایسا بدنیت شوہر اپنی مطلقہ بیوی کو دفعہ ۴۹۴ کے تحت سات سال کی سزا کا پرچہ کراسکتا تھا' کیونکہ عائلی قوانین کے تحت نوٹس کے بغیر طلاق قانونی نہیں ہوتی' لہٰذا وہ یہ کہہ سکتا تھا کہ یہ میری قانونی بیوی ہے اور اس نے دوسرا نکاح کرکے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۴۹۴ کی خلاف ورزی کی ہے' حدود آرڈی نینس آیا تو اس میں دفعہ ۴۹۴ کی جگہ دفعہ ۱۰(۲) آگئی' جس میں سات سال کی بجائے چار سال سے لے کر دس سال تک کی سزا ہوسکتی ہے' سزا کا یہ تھوڑا سا فرق ضرور ہے لیکن جرم کی صورت حال میں حدود آرڈی نینس نے کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی' اصل قصور فیملی لاز آرڈی نینس کا ہے جو طلاق واقع ہونے کے باوجود محض ایک تکنیکی نوٹس نہ ہونے کی بنا پر طلاق کو موثر نہیں مانتا۔

سپریم کورٹ شریعت اپیلٹ بنچ کا فیصلہ:

لیکن جب یہ صورتحال سپریم کورٹ کی شریعت اپیلٹ بنچ میں ہمارے سامنے آئی تو ہم نے متعدد دلائل کے ساتھ یہ فیصلے دیئے کہ محض اس تکنیکی بنیاد پر عورت کو زنا کا مرتکب قرار نہیں دیا جاسکتا' ان فیصلوں کے بعد الحمدللہ! مطلقہ خواتین کے ساتھ اس زیادتی کا دروازہ تو بند ہوگیا کہ انہیں حدود آرڈی نینس کے تحت سزا دلوائی جاسکے لیکن چونکہ مسلم فیملی لاز کی وہ دفعہ جس میں نوٹس کو لازمی قرار دیا گیا ہے' ابھی تک برقرار ہے اس لئے مجھے یہ بات بعید از قیاس نہیں لگتی کہ عورتوں سے دشمنی رکھنے والے شوہر ایسی خواتین کے خلاف حدود آرڈی نینس کی بجائے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۴۹۴ کے تحت پرچہ کرا کر انہیں پریشان کرنے کی کوششیں جاری رکھیں۔

زنا بالجبر کی سزا:

ایک اور اعتراض بعض حلقوں کی طرف سے یہ سننے میں آیا کہ حدود آرڈی نینس میں زنا بالرضا اور زنا بالجبر دونوں کی سزا ایک جیسی رکھی ہے' حالانکہ زنا بالجبر زیادہ بڑا جرم ہے اور اس کی سزا زیادہ سخت ہونی چاہئے۔

یہ اعتراض اس لئے درست نہیں ہے کہ اگر زنا کا مجرم شادی شدہ ہے اور محصن کی تعریف میں آتا ہے تو اس کی سزا آرڈی نینس میں رجم قرار دی گئی ہے خواہ وہ زنا بالرضا کا مرتکب ہوا ہو یا زنا بالجبر کا۔ رجم کی سزا کا مطلب یہ ہے کہ اسے سزائے موت ہوگی' اب سزائے موت کے بعد کسی مزید سخت سزا کا کیا تصور ہوسکتا ہے؟

ہاں! اگر مجرم شادی شدہ یا محصن کی تعریف میں نہیں آتا تو وہاں زنا بالرضا اور زنا بالجبر کی سزاؤں میں فرق ممکن ہے کیونکہ ایسے شخص کی حد شرعی سو کوڑے ہیں' چنانچہ حدود آرڈی نینس نے یہاں زنا بالرضا اور زنا بالجبر کی سزاؤں میں فرق رکھا ہے' زنا بالرضا میں سزا صرف سو کوڑے ہے اور زنا بالجبر میں آرڈی نینس کی دفعہ ۶(۳) بی میں سو کوڑے کے علاوہ عدالت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کوئی اور سزا بھی دے سکتی ہے' جس میں سزائے موت بھی داخل ہے' اسی طرح تعزیر میں بھی زنا بالرضا اور زنا بالجبر کی سزاؤں میں زمین و آسمان کا فرق ہے' جو آرڈی نینس کی دفعہ ۱۰(۲) اور ۱۰(۳) کا موازنہ کرنے سے واضح ہوسکتا ہے' لہٰذا یہ اعتراض بھی واقعے کے مطابق نہیں ہے۔

عورت کی گواہی:

جیسا کہ شروع میں عرض کرچکا ہوں کہ حدود آرڈی نینس کی ایک دفعہ واقعتاً ایسی ہے جس میں مرد اور عورت کے درمیان فرق کیا گیا ہے اور وہ ہے حد کے مقدمے میں گواہی' حدود آرڈی نینس میں کسی شخص کے خلاف حد کی سزا جاری کرنے کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اس کے خلاف تمام گواہ مرد ہوں' عورتوں کی گواہی کو حد کے معاملے میں معتبر قرار نہیں دیا گیا لیکن اس سلسلے میں حقیقت پسندی کے ساتھ چند نکات پر غور کرنا ضروری ہے۔

۱:...... پہلی بات تو یہ ہے کہ مرد و عورت کے درمیان یہ فرق صرف حد کی سزا میں رکھا گیا ہے' تعزیر میں نہیں' یعنی تعزیر کے مقدمات میں عورتوں کی گواہی بھی نہ صرف قابل قبول ہے بلکہ حدود آرڈی نینس کی رُو سے اگر گواہی صرف عورت ہی کی ہو تو دوسرے قرائن (Circumstantial Evidence) کے ساتھ مل کر صرف عورت کی گواہی پر بھی ملزم کو سزایاب کیا جاسکتا ہے اور کیا گیا ہے' اب صورت حال یہ ہے کہ حدود آرڈی نینس کے تحت ۹۹ فیصد سے بھی زائد مقدمات تعزیر کے ہوتے ہیں' حد کی شرائط چونکہ بہت کڑی ہیں' اس لئے عملاً پچھلے بیس پچیس سال میں حد کے مقدمات انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں اور ان میں بھی بالآخر میری معلومات کی حد تک صرف ایک حدِ قذف جاری ہوئی ہے' لہٰذا اب تک حد کے معاملے میں عورت کی گواہی معتبر نہ ماننے سے کوئی حقیقی عملی فرق واقع نہیں ہوا ہے۔

(جاری ہے)

داڑھی کا شرعی حکم

مولانا عاشق الٰہی بلندشہری رحمۃ اللہ علیہ

داڑھی رکھنا واجب ہے:

بعض لوگ داڑھی مونڈنے کے جواز میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ: "یہ سنت ہی تو ہے، سنت پر عمل نہ کیا تو گناہ نہیں ہے" یہ بھی بڑی بیہودہ دلیل ہے، اول تو داڑھی رکھنا معنی معروف کے اعتبار سے سنت نہیں ہے، کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد متعدد احادیث میں صیغہ امر کے ساتھ وارد ہوا ہے، آپ ﷺ نے داڑھی رکھنے کا حکم فرمایا اور خود ہمیشہ داڑھی رکھی اور خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی داڑھی رکھنے کا اہتمام والتزام کیا، یہ سب واجب ہونے کی دلیل ہیں اور چاروں مذہبوں میں داڑھی رکھنا واجب ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اگر سنت کے یہی معنی لئے جائیں کہ وہ امر موکدہ اور واجب نہیں ہے، تب بھی ایک مسلمان کو یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ یہ کسی دشمنِ خدا کی سنت ہے یا محبوب رب العالمین ﷺ کی سنت ہے، جن کی محبت کا خود بھی دعویٰ ہے؟

اب غور کریں کہ اس سنت کو چھوڑنا چاہئے یا اختیار کرنا چاہئے؟ ایمان کا کیا تقاضا ہے اور انصاف کیا چاہتا ہے؟ عقل کیا کہتی ہے؟ محبت والے کے منہ سے ایسی بات نکلنا اور سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کو معمولی بات سمجھنا محبت اور ایمانی تقاضا سے بہت دور ہے، جسے محبت ہوتی ہے اسے تو محبوب کے درودیوار سے محبت ہوتی ہے، آپ ایمان والے ہیں، محبت کا دعویٰ ہے اور رسول اکرم ﷺ کی صورت مبارک کہ محبوب نہیں آپ ﷺ کے دشمنوں کی صورت سے پیار ہے یہ محبت کی کون سی قسم ہے؟

مرزا قتیل کا ایک واقعہ:

داڑھی منڈے لوگوں کو یہ محبوب نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا نہ پہنچے مگر دشمنانِ رسول ﷺ کی شکل وصورت اختیار کرنا منظور ہے، تُف ہے ایسے فیشن پر، بزرگوں سے ایک واقعہ سنا ہے وہ بھی قابل ذکر ہے اور لائقِ عبرت ہے، وہ یہ کہ مرزا قتیل ایک ہندوستانی شاعر تھے، انہوں نے ایک عارفانہ نظم لکھی جو کسی طرح ایران پہنچ گئی، وہاں ایک صاحب بہت متاثر ہوئے اور باقاعدہ مرزا قتیل کی زیارت کرنے کے لئے ہندوستان آئے، جب مرزا قتیل کے دروازہ پر پہنچے تو دیکھا کہ وہ داڑھی منڈ رہے ہیں، حیرت میں پڑ گئے اور مرزا قتیل سے کہا:

آغا ریش می تراشی؟ (کہ آپ داڑھی تراش رہے ہیں؟) مرزا قتیل نے جواب دیا: بلے ریش میتراشم دل کسے نمی تراشم؟ (ہاں میں داڑھی تراشتا ہوں، کسی کا دل نہیں چھیلتا ہوں؟) اس نو وارد نے کہا: بلے رسول اللہ ﷺ مے خراشی (کہ ہاں رسول اللہ ﷺ کے دل کو چھیلتے ہو) یہ سن کر مرزا قتیل کو ہوش آیا اور فوراً اقرارِ گناہ کرتے ہوئے کہنے لگے:

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی
مرا با جان جاں ہمراز کردی

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ تجھے جزادے تو نے میری آنکھیں کھول دیں اور مجھے محبوب سے باخبر کر دیا۔"

داڑھی منڈانے والے اپنی اس حرکت کو معمولی چیز سمجھتے ہیں، لیکن یہ نہیں سوچتے کہ کس کے حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور کس کی صورت سے عملاً بیزار ہو رہے ہیں۔

داڑھی کتنی ہو؟

یہاں تک داڑھی منڈوانے والوں سے باتیں ہوئیں، اب ہم ان لوگوں کی طرف مخاطب ہوتے ہیں، جو داڑھی رکھتے ہیں، لیکن پوری داڑھی نہیں رکھتے۔ داڑھی کاٹنے کے گناہ میں مبتلا ہیں، ان لوگوں کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وعمل پسند نہیں ہے، ان میں سے بعض لوگ ہیں جو اس بارے میں خود ہی مفتی بن گئے ہیں، تمام روزہ کے مسائل تو علماء سے پوچھتے ہیں اور داڑھی کے بارے میں خود ہی فتویٰ دے لیا کہ اتنی داڑھی ہونا کافی ہے، جو دور سے نظر آجائے، بعض کہتے ہیں: اتنی داڑھی ہونی چاہئے جو چالیس قدم دکھائی دے، یہ ان لوگوں کی اپنی اپج ہے، دین شریعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو "**اعفوا اللحی**" فرمایا ہے، جس کا معنی ہے کہ داڑھیوں کو خوب اچھی طرح بڑھاؤ، شروح حدیث میں اور لغت کی کتابوں میں: یعنے بغیر

خود ہی مفتی بن گئے۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں وہ الفاظ یکجا کردیئے ہیں جو داڑھی بڑھانے کے بارے میں حدیث شریف میں وارد ہوئے ہیں' ان میں لفظ اعفوا کے علاوہ: ''وفروا' اوفوا' ارخوا'' کے الفاظ بھی ہیں' یہ سب الفاظ اچھی طرح بڑھانے پر دلالت کرتے ہیں' اور آخر لفظ یعنی ''ارخوا'' کے معنی تو لٹکانے کے ہیں جو خوب زیادہ کے معنی میں خوب واضح ہے' یہ تو رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہوا' اب آپ کا عمل دیکھو وہ کیا ہے؟

حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے ان کے شاگرد نے دریافت کیا کہ آپ لوگ یہ کیسے جانتے تھے کہ آنحضرت سرور عالم ﷺ ظہر وعصر میں قرأت کرتے ہیں' انہوں نے جواب دیا کہ آپ کی داڑھی مبارک کے حرکت کرنے سے ہم کو آپ ﷺ کا قرأت فرمانا معلوم ہوجاتا تھا۔ (رواہ البخاری وابی داؤد)

صحیح مسلم میں ہے: ''وکان کثیر شعر اللحیة'' (آپ ﷺ کی داڑھی مبارک زیادہ بالوں والی تھی)۔

شمائل ترمذی میں ہے: ''کان رسول اللہ ﷺ عظیم اللحیة'' (رسول اللہ ﷺ بڑی داڑھی والے تھے)۔

جب رسول اللہ ﷺ نے خوب داڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا اور خود بھی بڑی گھنی داڑھی رکھی تو اب چھوٹی سی داڑھی بڑھانے کو دینداری سمجھ لینا اور یہ خیال کرلینا کہ داڑھی بڑھانے کا جو حکم ہے' ہم نے اس کی تعمیل کرلی' سراسر بغاوت ہے اور خود فریبی ہے کسی نے دو انگل بڑھائی ہوتی ہے' کسی نے گال مونڈ رکھے ہیں' تھوڑی پر ذرا سی چڑیا بٹھا رکھی ہے' کوئی موئی مشین پھروادیتا ہے' کوئی چھوٹا سا دائرہ بنالیتا ہے' کسی کی فرنچ داڑھی ہے' کوئی کسی کافر یا فاسق لیڈر کا فیشن اختیار کئے ہوئے ہیں' یہ سب سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے قول وعمل کے خلاف ہے۔

بعض جاہل کہتے ہیں کہ داڑھی کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے' لہٰذا جتنی بھی رکھ لے حکم کی تعمیل ہوجائے گی' ایک مشت کی پابندی مولویوں نے نکالی ہے' یہ ان لوگوں کی جہالت کی بات ہے' جب خود اچھی طرح داڑھی بڑھانے کا حکم فرمادیا تو مقدار کیسے متعین نہیں ہوئی؟ مولوی کی کیا مجال ہے جو اپنے پاس سے کچھ کہے یہ مشت والی بات حضرت عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ اگر آپ اس سے ناراض ہیں (حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین میں سے جن کے اتباع کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے) تو اب داڑھی مت کاٹئے' ان حضرات نے یہ سمجھ کر کہ ایک مشت ہوجانے سے ''اعفوا'' پر عمل ہوجاتا ہے' مشت سے زائد کاٹنے کا طریقہ اختیار کیا اور کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے داڑھی کو اس سے زائد کاٹنا ثابت نہیں ہے' آپ کے خیال میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل صحیح نہیں ہے تو بڑھاتے چلے جایئے اور ارشاد نبوی: ''اعفوا' اوفوا' وفروا' ارخوا'' پر عمل کیجئے' یہ کیا دین داری ہے کہ خود سے مقدار تجویز کرلی کہ ذرا سی داڑھی رکھنا کافی ہے' اپنی طرف سے مقدار مقرر کرنا تو آپ کے نزدیک صحیح ہے' جو صریح حدیث کے خلاف ہے اور مولوی نے جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کو سامنے رکھ کر مقدار بتادی تو آپ مولوی کو کوس رہے ہیں' خدارا حیلے بہانے چھوڑو اور غور کرو' کیا اس لفاظی سے میدان حشر میں چھٹکارا حاصل ہوجائے گا؟ جہالت کی باتیں ترک کرو' رسول اللہ ﷺ نے جامع شریعت دی ہے' دین کامل دیا ہے' ہمیں مغرب کے کافروں اور ملحدوں کی تقلید کی کیا ضرورت ہے؟

اللہ جل شانہ نے انسان کو پیدا فرمایا اور اس میں ایک نوع مذکر اور دوسری نوع مونث بنائی' ان دونوں میں مختلف وجوہ سے امتیاز رکھا' مرد کو قوت دی اور قوام یعنی سردار اور ذمہ دار بنایا' عورت کو مرد کے مقابلہ میں صنف نازک قرار دیا اور ایک بہت فرق دونوں کے درمیان یہ رکھا کہ مردوں کے داڑھی نکلتی ہے اور عورتوں کا چہرہ بچپن سے لے کر بڑھاپے تک اس سے عاری رہتا ہے' داڑھی مردوں کی فطری نشانی ہے جو مرد کو عورت سے ممتاز کرتی ہے' حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام داڑھیاں رکھتے تھے اور فطرت انسانیہ کے مطابق چلنے کی تعلیم دیتے تھے اور اپنے متعلقہ کام انجام دیتے تھے' آخری دو تین صدیاں ایسی گزری ہیں' جن میں داڑھی مونڈنے کا رواج چلا' بت پرست' آتش پرست اور دوسرے مشرک اور نصاریٰ پوری طرح اس سیلاب میں بہہ گئے اور انہوں نے زنانہ شکل صورت اختیار کرلی' عجیب بات یہ ہے کہ ان گمراہیوں کو دیکھا دیکھی مدعیان اسلام میں سے بھی لاکھوں افراد داڑھی مونڈنے کے گناہ میں مبتلا ہوگئے۔

خاتم النبیین ﷺ کی امت میں ہونے کے مدعی ہیں' ایمان کا دعویٰ ہے' لیکن آنحضرت ﷺ کی صورت مبارکہ کے مطابق اپنی صورت بنانے کو تیار نہیں' امت رسول اللہ ﷺ کی اور صورت عدو اللہ یعنی اللہ کے دشمن کی' یہ دورنگی دین داری ہے اور عقلمندی کے خلاف ہے اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سے انحراف اور صریح بغاوت ہے' داڑھی منڈے لوگوں کو دیکھ دیکھ کر دکھ ہوتا ہے اور سب سے زیادہ اس وقت کوفت ہوتی ہے جب منڈی ہوئی داڑھی لے کر حج اور عمرے کئے جاتے ہیں اور یہی دشمنان رسول ﷺ کی صورت لے کر آقائے نامدار ﷺ کے روضہ کے قریب ہو کر سلام پیش کرنے کی جرأت کرتے ہیں' اب تو حاجی کے لئے داڑھی رکھنا کوئی ضروری عمل نہیں سمجھا

جاتا' ہمارے بچپن میں تصور بھی نہ تھا کہ کوئی حاجی داڑھی منڈا ہوسکتا ہے؟

موپچھیں تراشنا:

موپچھیں تراشنا بھی سنن فطرت میں سے ہے' حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''خالفوا المشرکین احفوا الشوارب واوفو اللحی''

ترجمہ:''مشرکین کی مخالفت کرو اور موپچھیں اچھی طرح تراشو اور داڑھیوں کو خوب بڑھاؤ۔''

چونکہ داڑھی مونڈنا اور موپچھیں بڑھانا مشرکین کا طریقہ ہے اور داڑھیاں بڑھانا اور موپچھیں تراشنا حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا طریقہ ہے' اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں سختی فرمائی' ارشاد فرمایا:

''من لم یاخذ شاربۃ فلیس منا''

ترجمہ: ''جو شخص اپنی موپچھ نہ تراشے وہ ہم میں سے نہیں۔''

موپچھیں بڑھاتے چلے جانا جیسا کہ مشرکین اور سکھ بڑھاتے ہیں' اور جیسا کہ پہلوانوں نے یہ طریقہ اپنا رکھا ہے' شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور یہ طریقہ رحمۃ للعالمین ﷺ کے دین کے خلاف ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی موپچھیں تراشتے تھے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے طریقہ کو چھوڑنا اور رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کے طریقہ کو اپنانا یہ کہاں کا انصاف ہے؟؟

مدحت سلطانِ مدینہ

جگرؔ مراد آبادی

اک رند ہے اور مدحتِ سلطانِ مدینہ
بس ایک نظر رحمتِ سلطانِ مدینہ

اے خاکِ مدینہ تری گلیوں کے تصدق
تو خلد ہے' تو جنت سلطان مدینہ

ظاہر میں غریب الغرباء پھر بھی یہ عالم
شاہوں سے سوا سطوتِ سلطان مدینہ

اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروفِ عبادت
دیکھوں میں درِ دولتِ سلطان مدینہ

اے جاں بہ لب آمدہ' ہشیار' خبردار
وہ سامنے ہیں حضرتِ سلطانِ مدینہ

کچھ کام نہیں اور جگرؔ کو کسی سے
کافی ہے بس اک نسبت سلطانِ مدینہ

REGD. NO. SS-160

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاترِ ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے
زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 4583486-4514122 فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

نوٹ: رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ

سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

(مولانا) عزیز الرحمٰن
ناظم اعلیٰ